(مُنہ بولتا جواز) آئمہ اور اولیاء کی اُونچی اُونچی گنبدوں اور مزارات کی مُنہ بولتی تصویریں
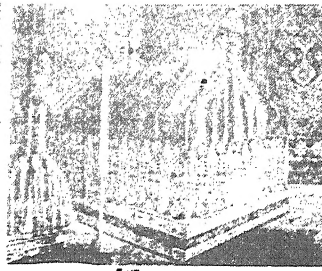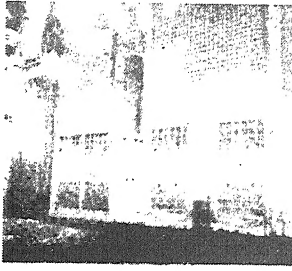
مزار شریف کا غلافِ مبارک — جالیٔ مُبارک — مزارِ نبوی علیہ — آنحضورؐ کی اُونچی ہری گنبد (مدینہ منورہ)
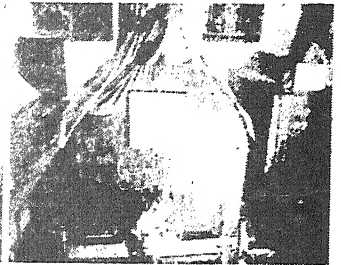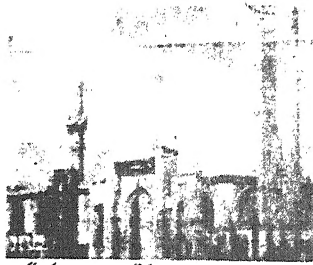
حضرت سیدنا جعفر طیارؓ اور حضرت سیدنا بلالؓ کی مزارات (دمشق شام) — حضرت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی گنبد اور آپ کا شاندار مزار (حنفیہ عراق)

محدثِ اعظم حضرت امام بخاریؒ کا مزار (رُوس)

حضرت سیدنا غوث پاکؒ کا مزار
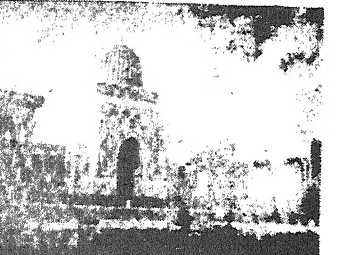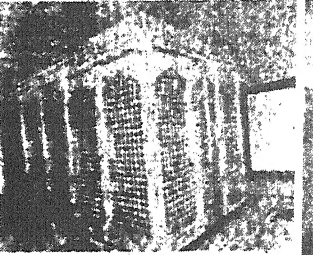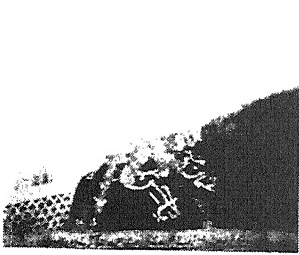
حضرت سیدنا علی ہجویریؒ کا مزار (لاہور پاکستان)

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی مزار (اور آپ کا گنبد) اجمیر
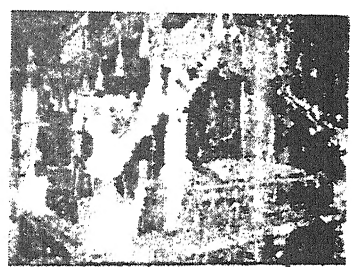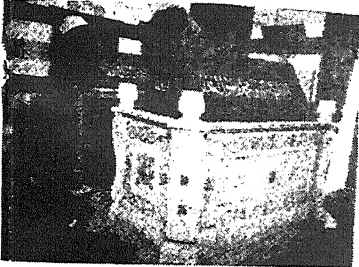
بیت المقدس کے فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی کا مزار (دمشق شام)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

جدّت پسندو : تم خدا کی منہ بولتی کن کن حقیقتوں کا انکار کرو گے۔

ناشر : ادارہ النور

لا اله الا الله محمد رسول الله
۷۸۶ ———— ۹۲

لکُلٍ جَعَلنَا منکُمْ شرعَۃً وَّمنھَاجًا (۱۱ ۲)

ہم نے ہر (فرقے) کے لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے

اہل سنت والجماعت کے عقائد سے متعلق معلومات کی ایک مستند اور لاجواب کتاب

عَقائدِ سُنّیہ

AQAID-E-SUNNIA

مرتبہ

مولنا غوثوی شاہ

(خلف خلیفہ و جانشین شیخ الاسلام الحاج اعلیٰ حضرت سیدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ)

بہ اہتمام

الحاج محمد مجتبیٰ قدیر الدین تحسین قادری تحسینؔ (دمام)

الحاج مولانا قاضی عبدالقادر باشاہ المعروف سروری شاہ (ممبئی)

الحاج مولانا شاہد علی شاہ صاحب رموزی شاہ (ممبئی) (خلفاء حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ)

و الحاج مولانا معین الدین شاہ معینی شاہ (ممبئی) (خلیفہ خاص حضرت پیر فیضی شاہؒ)

و الحاج مولانا شاہ خواجہ مظفر الدین قادری چشتی (پروفیسر گلاسگو یونیورسٹی لندن)

ڈاکٹر مولانا خان آفتاب سراج الدین عشقیؔ قادری و چشتی (ممبئی)

پیش کردہ گان: شاہ مبشر احمد شاہدؔ، شاہ فضل الرحمٰن خالدؔ، کریم اللہ شاہ فاتحؔ، اکرام اللہ شاہ اکرامؔ

اشاعت بار اول بموقعہ عرس حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ
بتاریخ: 28، اگست ۲۰۰۲ء م ۱۸ ر جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

قیمت
Rs.30

ناشر: ادارہ النور "بیت النور" 16-3-845، چنچلگوڑہ، حیدر آباد۔

۸۶ـ۹۲ء

عقائدِ سُنّیہ

عقائد : عقیدہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں گرہ ڈالنا یعنے شرعی کے وہ اُمور جن کا تعلق تصدیق قلبی سے ہے گرہ ڈالے رکھنے کے ہیں۔ یہاں **عقائدِ سُنّیہ** سے مراد اہل سنت والجماعت سے متعلق وہ مسائل یا اُمور ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ایک **سُنّی** مسلمان کی شناخت اور پہچان ہے۔

پیشتر کر تو عقائد کو دُرست بعد اُسکے دین میں ہو چالک و چُست

ورنہ ؟

عقائد نیں جس کے تیں یاد ہے جہنم میں گھر اُس کا آباد ہے

غوثوی شاہ

خلف خلیفہ وجانشین حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ

وسجادہ نشین سلسلہ صحویہ غوثیہ کمالیہ، حیدر آباد

عقائد سُنّیہ

جوازِ فاتحہ سوم ، دہم ، چہلم

"اگر آپ سُنّی مسلمان ہیں تو اِن باتوں کو ماننا آپ کے لئے ضروری ہے"

○ **جواز فاتحہ : فَأُذِنَ لِی فَزُوْرُوْ الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُوْ الْمَوْتَ** (رواہ مسلم)

☆ حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ "مجھکو (قبر کی زیارت کی) اِجازت مل چکی ہے تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ (یہہ عادت موت کی یاد دِلاتی ہے۔ (چونکہ اِس حدیثِ ناسخ سے پہلے آپؐ قبروں کی زیارت سے منع فرماتے تھے اب وہ حدیث اِس حدیثِ ناسخ سے منسوخ ہو چکی ہے لہذا ناسخ پر عمل جائز ہوا)

○ **جوازِ فاتحہ پر ایک اہم حدیث** ☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : قبر میں مدفون مُردے کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے مغفرت (فاتحہ) کا تحفہ پہونچے۔ جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہونچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب و عزیز ہوتا ہے۔ اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مُردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے اور مُردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ اُن کے لئے دعائے مغفرت "طریقہ فاتحہ" ہے۔ (روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں)

○ **زیارت کے لئے مخصوص دن** ☆ حدیث صحیح بیہقی میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے روایت کیا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے یا اِن میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اُسکی بخشش کی جاتی ہے اور اُسکے لئے لکھا جاتا ہے کہ وہ نیک بختوں میں ہے ○ (یہاں ماں باپ کے علاوہ دوسروں کی بھی زیارت جمعہ کے دن مشروع ہوئی)

○ **بعد نمازِ جنازہ جوازِ دعا و فاتحہ** ☆ مشہور و مستند احادیثِ نبویہؐ کی کتاب بیہقی میں لکھا ہے کہ جب حضرت براء صحابیؓ نے انتقال کیا تو حضور صلعم تشریف لائے اور نمازِ جنازہ پڑھی اور بعد نمازِ جنازہ دعا فرمائی۔ **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ جَنَّتَكَ** ○ حاکم نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (بحوالہ تصریح الاوثق) (اے اللہ اِنکو معاف کر اور اِن پر رحم فرما اور انھیں اپنی جنت میں داخل فرما)

○ جوازِ چادر گُل بہ مزار

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلعم نے ایک ہری ڈالی کو لے کر اُسے چیرا اور دو/۲ کر کے الگ الگ قبر پر لگوائے ○ اِسی طرح ابن ابی الدنیا (حضرت اِمام بخاری و اِمام مسلم سے بہت پہلے کے محدثین وفقیہہ) اور جامع الخلال نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ " جس کسی نے مسلمان کی قبر پر پھول ڈالے تو اللہ تعالیٰ اُس کی تسبیح سے میّت کو بخشتا ہے اور ڈالنے والے کے لئے بھی نیکی لکھتا ہے بعض نادان بچّے کہتے ہیں کہ عرب میں پھول کہاں جبکہ قرآن میں "وردۃ" کا لفظ آیا ہے جسکا معنیٰ گلاب کا پھول ہے اور رَیحان کے الفاظ بھی قرآن میں دو جگہ آئے ہیں جسکا معنیٰ خوشبودار پھول کے ہیں۔ اور یہ صرف فاتحہ دینے والے سُنّیوں اور جنتّیوں کے لئے ہے جیسا کہ قرآن میں سورہ واقعہ کی آیت نمبر ۸۹ میں ہے۔ **فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْ حٌ وَّ رَیْحَانٌ ' وَ جَنَّتُ نَعِیْم** ○ پس اگر وہ (خدا کے) مقرّبوں میں سے ہے تو (اُن کے لئے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔ ○

پھولوں پہ جو مائل نہیں وہ فاتحہ کا قائل نہیں
فاتحہ سے جو دُور ہے وہ وھابی مغرور ہے

حیرت ہے اُن " مسلمان نما " لوگوں پر جو سید الانبیاء خاتم النبین حضرت سیدنا محمد مصطفٰے ﷺ کو صرف بشر سمجھتے ہیں اور آپ کی شفاعت کے قائل نہیں اور آپ کی میلاد مبارک سے ناخوش ہوتے ہیں اور آپؐ کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں اور آپ کو یا محمدؐ کہکر پکارنے پر معترض ہیں۔ حالانکہ عین حالتِ نماز میں (قعدہ میں) التحیات میں السلامُ علیکَ ایھا النبی کہہ رہے ہیں جو کہ صیغہ حاضر قریب ہے اور پھر ایک چھوڑ دو دو ، درود بھی آپؐ پر اور آپ کی قیامت تک آنے والی اور باقی رہنے والی آلِ مبارک پر بھیجے جا رہے ہیں **وَعَلیٰ آلِ مُحمّدٍ** میں حضرت سیدنا اِمام حسنؓ ، حضرت سیدنا اِمام حسینؓ ، حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ ، حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت سید محمد بندہ نواز گیسودرازؒ اور دوسرے غیر سیدّ اولیاء بھی شامل ہیں ورنہ **وَعلیٰ آلِ مُحمّدٍ** کا کیا اعتبار ہے کیا کوئی شدت پسند بتا سکتا ہے۔ الحاصل ہمکو چاہیئے کہ ہم آنحضور سیدنا محمد مصطفٰے ﷺ اور آپ کی آلِ مُبارک اور آپ سے وابستہ اولیائے کرام سے بھی محبت اور عقیدت رکھیں۔ جیسا کہ حضورؐ نے بھی خدا سے خدا کے چاہنے والوں کی محبت بھی مانگی۔

حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ فرماتے ہیں۔

اُن سے الفت محبت فریضہ ہے اپنا اِس میں مرنا بھی ہے اپنا جینا
اُن بِنا کِتنے جیون سفینے ، بیچ منجھدار اُلٹنے لگے ہیں

اور آپ فرماتے ہیں --

غلامِ غلامانِ آلِ نبیؐ کی گوارہ ہے صحوی یہ نسبت بھی جی سے
(تقدیس شعر)

○ **جوازِ طریقہ زیارت** ☆ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ حضرت بُریدہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ کہیں **السلام علیکم اھل الدیارُ مِنَ المُومُنیـــنَ وَالمُسْلمیَن وَ اِناّ انشاء اللّٰہُ بِکمْ لا حِقونَ نسال اللّٰہ لَناَ ولَکُمْ العافِیۃ** (ترجمہ) اے گھر والو (خوانگاہ والو) اے مومنو اور اے مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تم سے آکر ملیں گے اور دعا کرتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئیے اور تمہارے لئیے عافیت کی (مسلم)۔ (ماخذ "بدعتِ حسنہ")

جوازِ سماعِ موتی (مردے سنتے ہیں) : اِس حدیثِ صحیح مسلم سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مُردے سنتے بھی ہیں۔ چنانچہ اس تعلق سے ایک اور حدیث جسکو ابن عساکرؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :**مَامِنْ عبدیَمر بقبر اجل کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه اِلاَّعَرفهُ ورَدّ علیه السلام** ○ کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی شخص کی قبر پر گذرے جس کو دنیا میں پہچانتا ہو اور اُس کو سلام کرے مگر وہ (میّت) اُس (زندہ سلام کرنے والے) کو پہچانتا ہے اور اُس کو سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور دوسری حدیث عزیزی ہے کہ اگر اُسکو نہ پہچانتا ہو تو صرف (اُسکو) سلام کا جواب دیتا ہے۔ اِس حدیث کو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی "**التشرف**" میں لکھکر یہ لِکھا ہے کہ "اِس حدیث سے مردہ کا ادراک اور سماع اور تکلّم ثابت ہُوا جو کہ اہلِ کشف کا مشاہدہ ہے اور حدیث میں اِس کشف کی تائید ہے ○اِن احادیث مبارکہ کے علاوہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ (جب مُردہ کو دفن کر کے لوگ) واپس ہونے لگتے ہیں تو **اِنّهُ لَیسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ** (میت یا مردہ) اُنکے جوتوں اور چپلوں کی آواز سنتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ بعض شدّت پسند لوگ قرآن کی سورہ

رومؔ کی آیت نمبر ۵۲ سُنا کر بھولے بھالے نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے **لاَ تُسمِعُ المَوتیٰ وَ لاَ تُسمِعُ الصمُّہَ الدُّعَآ اِذَا وَلَّوا مُدبِرِینَ** O یعنے ! اے محمد صلعم آپ اُن (مشرکین) جو مُردوں جیسے ہیں کچھ بھی سُنا نہیں سکتے اور نہ اُن بہروں کو جبکہ وہ (آپ سے) پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں آواز سنا سکتے ہیں O

اِسی طرح سورۃ فاطر کی آیت نمبر (۲۲) **وَمَا اَنتَ بِمُسمِعٍ مَّن فِی القُبُور** O یعنے آپ اُن کو جو قبروں میں " مدفون ہیں نہیں سُنا سکتے " اس کا تعلق بھی مشرکوں سے ہیں۔ ویسے اِسی آیت کے پہلے اللہ نے یہہ فرمایا کہ **اِنّ اللّٰہُ یُسمِعُ مَن یَّشاءُ** یعنے اللہ جس کو چاہتا ہے سُنا دیتا ہے۔ یہاں اِس سُنانے سے مراد مسلمان ہیں جیسا کہ سورۃ رومؔ کی ۵۳ ویں آیت میں ہے کہ **اِن تُسمِعُ اِلاَّ مَن یُّومِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُم مُسلِمُونَ** O یعنے۔ اے محمد صلعم آپ تو اُنھی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں O (۲۱/۸) مقصد یہ ہے کہ یہاں مُردوں سے مُراد مشرکین ہیں نہ کہ حقیقی مُردے جو قبروں میں مدفن ہیں۔

اِس حدیثِ مذکورہ و جوازات کے علاوہ ہم یہاں حدیث بخاری کی اِس حدیث کو بھی پیش کرتے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے " مردہ ، جوتوں چپلوں کی بھی آواز کو سنتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنخضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے (اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اُس کو بٹھا کر اُس سے (یہ) کہتے ہیں فِی ھٰذَا الرّجُلِ مُحَمّدٍ مصطفےٰ ﷺ کے تعلق سے تمہارا کیا بیان و اعتقاد ہے (اگر وہ نیک سنی مسلمان ہے) تو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے محبوب بندے اور اُس کے رسولؐ ہیں (اُس کا جواب سنکر) اُس سے کہا جاتا ہے کہ (تم) اپنے ٹھکانوں کی طرف دیکھو (یعنے دوزخ کی طرف) کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدلے میں (تم کو) جنت کا ٹھکانہ عطا کیا ہے آنخضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اِن دونوں (جنت اور دوزخ) کو دیکھے گا۔ (اور وہی سوال جب فرشتے کافر اور منافق سے کرینگے کہ **فی ھٰذَا الرَّجُلِ مُحمدٍ** ﷺ کے اِس مبارک و مسعود ہستی حضرت سیدنا محمد ﷺ کے متعلق تمہارا کیا بیان اور اعتقاد ہے) (تو) کافر اور منافق یہ کہے گا کہ میںؔ (انہیں) نہیں جانتا ۔ میں تو وہی کہتا تھا جو (دوسرے) لوگ کہتے تھے (تو اُس سے) کہا جائیگا تو نے (آنخضور صلعم کو) نہ جانا اور نہ سمجھا پھر لوہے کے ہتھوڑے گرزوں سے دونوں کانوں کے درمیان مارا جائیگا تو وہ چیخ مارے گا اور اِس چیخ کو انس و جن کے سواء اُس

کے آس پاس کی تمام چیزیں سنّتی ہیں۔اِس حدیث سے آنحضور ﷺ کی شبیہہ مبارک کا بتانا اور اُس پر گواہی دینا اور گواہی نہ دینا ثابت ہُوا۔

" فِکر ہر کس بقدرِ ہمّتِ اُوست "

یعنے ہر ایک کی فکر اُسکی ہمّت و عقل کی تحت ہوتی ہے جیسے شِیر Sheer اور شیر Shair اُردو میں لکھنے کے حروف ایک ہی ہیں مگر دونوں کا معنیٰ اور مزاج الگ الگ ہے شِیر Sheer یعنے شکرّ Sugar کو لوگ کھاتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں اور شیر Shair یعنے Tiger لوگوں کو کھاجاتا ہے اِسی طرح قرآن کے مَوْتیٰ کے لفظ کو شِدّت پسندوں نے حقیقت میں مُردہ سمجھا اور سنّیوں اور مُفسرین نے قرآن کے اصل منشاء و مطلب کے تحت کافروں اور مشرکوں ہی کو موتیٰ کا مترادف سمجھا۔

O **جوازِ زیارت و چہلم برسی وغیرہ :** ☆حدیث ابن ابی الدنیا اور جامع الخلال نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "ضرور ہے میّت کے لئے ۷ (سات) روز تک اور سات روز سے چالیس روز تک فاتحہ دیویں اسلئیے کہ میّت کی روح ان ایام میں گھر تک آتی ہے اور فاتحہ و ایصال ثواب کی منتظر رہتی ہے ۔

☆ اسی طرح ہندوستان کے مشہور محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیز میں سورۃ بقر کی تفسیر میں لکھاہے کہ فاتحہ سوم ، دہم ، چہلم، سہ ماہی و شش ماہی و برسی جائز و مستحسن ہے ☆ اِسی طرح طبرانیؒ کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا طعام موجودہ پر مُردوں کو فاتحہ دو ☆ حدیث نبوی کی مشہور کتاب تصریح الاوثق میں ہے کہ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو قبرستان میں داخل ہُوا پھر اُس نے سورہ فاتحہ ،(**قل ھو اللہ**) اور **الھکم التکاثر** پڑھا پھر کہا کہ اے اللہ میں نے جو تیرے کلام پاک سے پڑھا اُس کا ثواب قبرستان کے مسلم مَرد اور مسلم عورتوں کی طرف کیا تو وہ اُن کے حق میں اللہ کی طرف سے شفیع ہوں گے۔ (بحوالہ حدیث تصریح الاوثق) اِس حدیث سے معلوم ہُوا کہ فاتحہ دینا سُنتِ رسول اور سُنّیت صحابہؓ ہے۔

اِسی طرح طبرانیؒ نے اوسط میں روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میّت کے نام پر فاتحہ دو اگرچہ وہ جلے ہڈے ہی کیوں نہ ہو O اور آنحضور ﷺ نے خود کھجوروں اور دودھ کو سامنے رکھکر فاتحہ دی ہے (تصریح الاوثق)

حیرت ہے۔۔۔۔

اُن منکرانِ فاتحہ پر کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر گھوڑے جوڑے کی رقم لیتے ہیں اور غیر ضروری رسم ورواج میں مبتلا ہیں۔ جنھیں نماز میں پڑھے جانے والے سورتوں کی ترتیب بھی یاد نہیں اور نہ نماز کی حقیقت ہی اُنھیں معلوم ہے خود اُنکی زندگی شرک اور بدعت میں گذر رہی ہے مگر دوسروں کو ہدفِ تنقید بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اُنھیں اس سے بڑھ کر مار کیا ہوگی کہ وہ فاتحہ درود سے محروم ہوچکے ہیں۔ ۔ " مرگیا مردود فاتحہ نہ دُرود "

○ **عورت کے لئے جوازِ زیارت**☆ حدیثِ صحیح جسکو مشکوٰۃ میں احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ " حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اُس کمرہ میں (زیارت کے لئے) جایا کرتی جس میں رسول اللہ ﷺ (کی مزار) ہے اور اُسوقت میں بغیر (چادر و برقعہ) کے جاتی چونکہ یہہ میرے شوہر ہیں (یعنے رسول اللہ ﷺ) اور پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد اُن کی مزار جو کہ آنحضورؐ کے کاندھے مبارک کے قریب ادباً کچھ نیچے ہے (اُسوقت ویسے ہی بے نقاب بغیر چادر اُوڑھے) حاضر ہوا کرتی چونکہ یہ میرے باپ (ابوبکرؓ) ہیں اِن سے حجاب کیا۔ پھر جب اُسی کمرہ و حُجرہ میں جب حضرت عمرؓ بھی مدفون ہوئے تو قسم خدا کی میں کبھی حُجرہ میں داخل نہیں ہوئی مگر اِس حال میں کہ چادر اوڑھے ہوئے اپنے کپڑوں پر۔ وہ اِس لئے کہ حضرت عمرؓ سے گوشہ و پردہ کے تحت۔ (اس حدیث کے علاوہ حدیث صحیح ترمذی کی ایک حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہؓ جب حج کے لئے مکہ میں آئیں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کی مزار پر گئیں اور اُنکی یاد میں ایک شعر بھی پڑھا) (رواہ ترمذی)

○ **جوازِ عدم زیارت برائے مستورات کی اصل وجہ** : ترمذی شریف کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ نے قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے تو یہ جیسا کہ اُسی حدیث کے ساتھ ہی مُنسلک لکھا ہوا ہے کہ پہلے آپؐ نے اُسکی اِجازت نہیں دی تھی مگر پھر بعد میں اُسکی اِجازت دے دی **فَلَمَّا اَرْخَصَ دَخَلَ فِیْ رُخْصَتِہِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ** اور یہ اِجازت مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے (بحوالہ حدیث ترمذی)

☆☆☆☆

میّت پر رونے کا جواز

تَرٰیٓ اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ O (۱/۷)

آپؐ دیکھیئے اُنھیں اے محمد صلعم کے اُنکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (وہ اِسلئیے کہ) اُنہوں نے حق بات پہچان لی۔ ☆حدیث صحیح بخاری میں یہ وارد ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) حضرت سیدنا عمرؓ نے حضرت صہیبؓ سے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میّت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے عذاب ہوتا ہے" حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جب حضرت سیدنا عمرؓ انتقال کر گئے تو میں نے یہ حدیث اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہؓ سے بیان کی تو اُنہوں نے جواب دیا کہ اللہ عمرؓ پر رحم کرے ! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اللہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے عذاب دیتا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اُس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے زیادہ کر دیتا ہے۔ اور آپ (حضرت عائشہؓ) نے فرمایا کہ تمہارے لئیے (اِس کے ثبوت میں) قرآن کافی ہے کہ کوئی گنہگار دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی** (۱۵/۲۲) (یہ سُن کر حضرت ابنِ عباسؓ نے آپ کی تصدیق میں یہ کہا) **ھُوَ اَضْحَكَ وَاَبْکٰی** (اللہ ہی ہنساتا ہے اور اللہ ہی رُلاتا ہے) (۷/۷/۲) Oاس تفصیلی حدیث کا مطلب میّت پر رونا ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے۔ ہاں آپؐ نے واویلہ کرنے یعنے بہت بے تکے انداز میں رونے پلانے سے اور گریباں چاک کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ بخاری شریف کی اِس حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے چہرے کو پیٹا اور گریبان (کپڑوں کو چاک کیا اور جاہلیت کی سی پکار پکارے یعنے واویلہ کرے۔ O

حضورؐ کے رونے کا جواز

☆ حدیث صحیح بخاری شریف میں وارد ہے کہ آپؐ نے اپنے فرزند حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو گود میں لیا اور اُنکے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا جبکہ وہ جاں بحق ہو رہے تھے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آپؐ کے اِس رونے پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ رو رہے ہیں ؟

تب آپ ﷺ نے فرمایا اے ابنِ عوفؓ **اِنّھا رَحْمَةٌ** میرا یہ رونا تو خدا کی طرف سے شفقت و رحمت ہے۔ پھر آپؐ اور رونے لگے اور اپنے ننھے فرزند حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی طرف دیکھ کر یہ روتے ہوئے فرمایا۔

اذان اور وسیلۂ محمدی ؐ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ وَ ابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۝ (۶/۱۰)

اے ایمان والو ! خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اُس کے قُرب کا ذریعہ وسیلہ (وسیلہ محمدیؐ) تلاش کرتے رہو ۔

۝ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موذن کی اذاں سنو تو پس وہی الفاظ کہو جو وہ کہتا ہے (پھر اذان کے بعد) دُرود بھیجو مجھ پر پس جو شخص دُرود بھیجیگا مجھ پر ایک بار تو اللہ اُس پر دس بار رحم کریگا پھر اللہ سے میرے لیئے وسیلہ طلب کرو ۝ پس جو شخص کہ میرا وسیلہ لے اس پر میری شفاعت حلال ہے ۝

اذاں کے بعد کی دعا
جو کہ وسیلہ محمدیؐ کا جواز ہے

حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اذاں سُن کر یہ دعا پڑھی تو حلال ہوگئی اُس کے لیئے قیامت کے دن میری شفاعت ۝ (اور وہ دعا یہ ہے) جو آج بھی عرب وعجم میں پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ (سَیِّدِنا) مُحَمَّدَنِ الْوَسِلَۃَ وَالْفَضِیلَۃَ وَابْعَثہُ مَقاماً مَحْمُودَ ا ن الّذی وعَدتَ (اِنَّکَ لَا تُخْلِف المِیاد) ۝

(اذاں) اے اللہ ! اِس پوری دُعا کے پروردگار اور قائم رہنے والی نماز کے پروردگار سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کو وسیلہ اور اُنھیں فضیلت عطا کرو اور اُن کو اُس مقام محمود (مقام شفاعت) عطا کرو جس کا آپنے (قرآن میں) وعدہ فرمایا ہے بے شک آپ وعدہ خلاف نہیں ۝

ہے تیرا واسطہ تاثیر دعا کا ضامن ہاتھ جنبش ہی میں رہتے ہیں کہ بھر جاتے ہیں
جنابِ رحمت عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے خدا جن پر ہے شیدا اُن کی الفت کا وسیلہ ہے
عبادت کا وسیلہ زاہدو تم کو مبارک ہو سلامت ہمکو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے

از : حضرت سیدی غوثی شاہؒ

صحیح طریقہ دُعا اور دُرود کی فضیلت

(یعنی بغیر دُرود کے دعاء بھی قبول نہیں)

جامع ترمذی ، سنن ،ابوداود اور سُنن نسائی میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (دعا کرنے سے پہلے) اُس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد و ثناء کرے پھر اُس کے رسولؐ پر دُرود بھیجے اُس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔

اذان اور وسیلۂ محمدیؐ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ○ (۶/۱۰)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اُس کے قرب کا ذریعہ وسیلہ (وسیلہ محمدیؐ) تلاش کرتے رہو۔

○ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موذن کی اذان سنو تو پس وہی الفاظ کہو جو وہ کہتا ہے (پھر اذان کے بعد) دُرود بھیجو مجھ پر پس جو شخص دُرود بھیجیگا مجھ پر ایک بار تو اللہ اُس پر دس بار رحم کریگا پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو ○ پس جو شخص کہ میرا وسیلہ لے اس پر میری شفاعت حلال ہے ○

اذاں کے بعد کی دعا
جو کہ وسیلہ محمدیؐ کا جواز ہے

حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اذاں سُن کر یہ دعا پڑھی تو حلال ہو گئی اُس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ○ (اور وہ دعا یہ ہے) جو آج بھی عرب وعجم میں پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدَنِ الْوَسِلَةَ وَالْفَضِیلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْدَ ا نِ الَّذِی وَعَدْتَ (اِنَّكَ لَاَ تُخْلِفُ الْمِیَاد) ○

(اذاں) اے اللہ! اِس پوری دُعا کے پروردگار اور قائم رہنے والی نماز کے پروردگار سیدنا محمد مصطفٰے ﷺ کو وسیلہ اور اُنھیں فضیلت عطا کرو اور اُن کو اُس مقام محمود (مقام شفاعت) عطا کرو جس کا آپنے (قرآن میں) وعدہ فرمایا ہے بے شک آپ وعدہ خلاف نہیں ○

ہے تیرا واسطہ تاثیر دعا کا ضامن ہاتھ جنبش ہی میں رہتے ہیں کہ بھر جاتے ہیں
جنابِ رحمت عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے خدا جن پر ہے شیدا اُن کی الفت کا وسیلہ ہے
عبادت کا وسیلہ زاہدو تم کو مبارک ہو سلامت ہمکو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے

از : حضرت سیدی غوثی شاہؒ

صحیح طریقہ دُعا اور دُرود کی فضیلت

(یعنی بغیر دُرود کے دعاء بھی قبول نہیں)

جامع ترمذی، سنن، ابوداود اور سُنن نسائی میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (دعا کرنے سے پہلے) اُس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد و ثناء

فضیلتِ دُرود

☆ جامع ترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوقُوفٌ بَینَ السَّمَاءِ وَالْاَرضِ لاَ یَصعَدُ مِنهُ شَیءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰے نَبِیِّكَ ﷺ O " دعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رُکی رہتی ہے (یعنے اللہ کے پاس پہونچ ہی نہیں سکتی) جب تک کہ تم اپنے نبی سید الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفٰے ﷺ پر دُرود نہ بھیجو O یاراں کہدو کون کے مقصود پر درود

اُس احمدؐ محمدؐ و محمودؐ پر دُرود (حضرت شاہ کمالؒ)
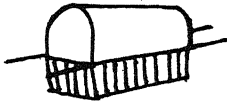
جوازِ غائبانہ نمازِ جنازہ

☆ ترمذی شریف کی ایک حدیث باب الجنائز میں وارد ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشیؓ (اَصحمہ نجاشی جو کہ حبشہ کے بادشاہ تھے) کا انتقال ہوگیا اُٹھو اور اُس پر یعنے اُن کے لئے نمازِ جنازہ پڑھو ۔ پس ہم کھڑے ہوئے اور اِسی طرح صفیں باندھیں جس طرح میّت پر پڑھی جاتی ہے O اس حدیث کو صحیح بخاری نے بھی روایت کی ہے پس اِس حدیث سے غائبانہ نمازِ جنازہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ O
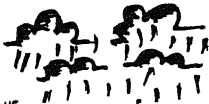
جوازِ نمازِ استسقاء

☆ احادیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ نمازِ استسقاء (طلبِ بارش کی نماز) کے لئے عید گاہ کی طرف چلے۔ آپؐ نے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی جن میں بلند آواز سے قرائت کی پھر قبلہ رُخ ہوکر دعا مانگی اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے اُٹھائے پھر چادر کو قبلہ رُخ کھڑے ہوکر پھیرا۔

اس متفق علیہ حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حضورؐ کی اِس (مذکورہ) سُنّت پر عمل کریں اور اُسکے فوائد حاصل کریں کچھ عجب نہیں کہ حضورؐ کی اِس سُنّت پر عمل کرنے سے رَبُّ السّمَاء آسماں سے رحمتِ باراں کو نازل فرمائے O

آو اے دوست آو اِدھر کو سازِ اُلفت کا پھر کوئی چھیڑدو

دیکھو چھائے گھٹا دیکھو مچلے فضاء رُخ پہ کاکُل سنورنے لگے ہیں

☆☆☆☆

جوازِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَسلاَ مہٗ عَلیہِ یَومَ وُلِدَ (قرآن) (۱۶/۴)
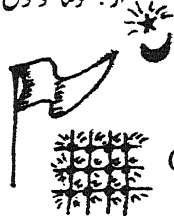
سلام ہے اُن پر جب کہ وہ پیدا ہوئے

جب خدا نے حضرت یحیٰؑ اور عیسیٰؑ کی پیدائش کے دن کو مبارک اور مسعود بتایا ہے اور اُن کی پیدائش پر اُنھیں سلام کہا ہے تو جو سیّد الانبیاء اور سید المرسلین ہے اور اللہ کے حبیب ہیں اُن کی پیدائش کا کیا کہنا کے جنکے صدقے میں یہہ کائنات بنی اور بنتی چلی جارہی ہے اِسی لئیے اللہ نے آپ کی آمد کو کسی نام کے ساتھ وابستہ کر کے نہیں بتایا بلکہ آپ کی آمد کے تعین کا نام "نور" رکھا وہ اِس لئیے کہ اُسی نور سے اعیانِ ثابتہ یا کُل جہاں کا ظہور ہورہا ہے جیسا کہ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۵ میں ارشادباری ہے کہ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللہِ نُورٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِینٌ (۶/۷) تحقیق تمہارے پاس اللہ کا نور (حضور سیدنا محمد صلعم) اور کھُلی کتاب (قرآن) آچکی ہے تفسیر حقانی ہو کہ تفسیر روحانی بڑے بڑے نامور مفسرین نے یہاں نور سے مراد حضورؐ ہی کی ذاتِ مبارکہ کو لیا ہے اور مراد لینے کی ضرورت بھی کیا ہے جبکہ کھُلے طور پر خود حق تعالیٰ حضورؐ کو نور کہہ رہے ہیں تو اس میں شک یا تاویل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں افہام و تفہیم کے لئے جائز ہے احادیثِ نبویہؐ سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے خود کہا " اَنا مِن نُورِ اللہِ و خلق کُل مِنْ نوری " میں اللہ کے نور سے ہو اور تمام اشیاء میرے نور سے ہے۔

نور اُس کا ہے ظہور اُس کا ہے — جو نہ دیکھے ، قصور اُسکا ہے
یعنے اللہ بھی نور ہے قرآن بھی نور ہے — اور جس پر قرآن نازل ہوا وہ بھی نور ہے

جوازِ میلاد ! حضرت ابو عبداللہ بن الحاج مدخل میں لکھتے ہیں۔

یہ مہینہ ربیع الاول کا ہے اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے کہ اس میں ایسے سید الاولین والاخرین کو پیدا کئے جب یہ مہینہ آیا کرے ہمیں چاہئیے کہ بہت زیادہ نیکیاں اِس مہینہ میں کیا کریں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِس مہینہ کے فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیوں کہ پیر (دوشنبہ) کے دن آپ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے جب کِسی نے پوچھا کہ آپؐ روزہ کیوں رکھتے ہیں تو فرمایا کہ مَیں اِس روز پیدا ہوا ہوں۔ پس اس سے اِس ماہِ مبارک کی بزرگی اور جواز میلاد کا ثبوت ملتا ہے۔

(ماخذ : بدعت حسنہ مصنفہ حضرت سیدی پیرصحوی شاہؒ)

(میلادالنبیؐ) ایک اور جواز

حدیثِ نبویؐ میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو دوشنبہ (پیر) کے دن روزہ رکھنے کے لئے کہا۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ کس لئیے ؟ تب آپؐ نے فرمایا کہ "ذٰلِكَ يَوْمُ وُلِدتَ فيه هذه اليوم "O
یعنے اِس دن میں پیدا ہوا O

O حضورؐ کے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ نے حضورؐ کی میلاد سے متعلق بہت خوب کہا ہے

وَاَنتَ لَمّا وَلِدتَ اشرقت الأ رض وَضاءت بِنورك الافق
(اے محمد صلعم) جب آپ پیدا ہوئے تو چمک اُٹھی زمین اور روشن ہوئے آسمان آپ کے نور سے

O خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے آپ کی شان میں کہا ہے

فصَلِّ الملیك وَلی العبا دورَبّ العباد علیٰ احمدًا
مالک دوجہاں اور بندوں کے والی احمد مجتبیٰ پر درود و سلام بھیجے

O حضورؐ کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے

وشق له من اسمه لیجلهٗ فذوالعرش محمود وَهذا محمَّدٌ
(یارسول اللہ صلعم) خدا نے آپ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے آپؐ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے
دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور یہ آپ محمد صلعم ہیں۔

O حضرت اِمام نوودیؒ فرماتے ہیں۔
حضورؐ کی میلاد منانا دلوں کو راحت بخشتا ہے

O علامہ ابن جزری (متوفی ۸۰۴ھ) کہتے ہیں کہ محفل میلاد گویا شیطان کے لئے ذِلت اور اہلِ ایمان کے سرُور و شادمانی کا باعث ہے۔

O عرب و عجم کے مُستند اور مشہور مفسرؒ و بزرگ حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ہمارے لئے مستحب ہے محفلِ میلاد جلسہ عام اور اِطعام طعام وغیرہ۔

O حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے نامور بزرگ بھی میلادالنبیؐ کے قائل تھے اور میلادالنبیؐ کی محفلوں میں بھی شریک ہو کر برکاتِ میلاد سے استفادہ بھی کیا کرتے تھے۔ حاصل مقصد : جب ان متذکرہ نامور بزرگوں نے میلاد النبیؐ کو جائز قرار دیا تو یہہ آجکل کے بے سِندَ کتابی ملاّوں کی حیثیت ہی کیا ہے اِن کا علم کتنا، اِنکی قابلیت کتنی ویسے میلادالنبیؐ سے چڑنے والے زیادہ تر شدّت پسند ہی ہیں۔

مسلمان یہہ یاد رکھ لیں کہ :
عید میلادالنبیؐ سے ناخوشی منافقت ہے !

جدِ امجد کنز العرفان ابو الایقان اعلیٰ حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہؒ نے اپنے مشہور نعتیہ کلام طیباتِ غوثی میں حضورؐ کی میلاد پر بہت خوب اشعار لکھے ہیں۔

نور ہے چاروں طرف صلِّ علیٰ آج کے روز
ہوئے پیدا شہہِ ہر دوسرا آج کے روز

گنجِ مخفی سے نکل آیا وہ لعلِ روشن
نور سے بھر گئے سب ارض و سما آج کے روز

گُونجِ اُٹھی نامِ محمدؐ کی دو عالم میں صدا
بھاگ کر ہیں کہیں شیطان چھپا آج کے روز

دھوم دو جگ میں ہے یہ آمدِ شہہ کی غوثی
عید ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ آج کے روز

اور اُسی کتاب کی دوسری نعتِ میلاد بھی خوب لکھی۔

جہاں میں اب وہ نور خالق کون و مکاں آئے
مبارک مومنوں کو بادشاہِ دوجہاں آئے

وہ آئے نور سے جن کے ہوئے دونوں جہاں روشن
ظہورِ ذاتِ حق آئے نشانِ بے نشاں آئے

وہ آئے جن کے آنے کے لئے سب انبیاءؑ آئے
وہ آئے جن کے باعث بن کے یہ کون و مکاں آئے

بھکاری جن کے در کے ہونگے شاہانِ زمانہ بھی
وہ سلطانوں کے سلطاں، بادشاہِ اِنس و جاں آئے

وہ آئے جن کے آنے کی بشارت خود خدا نے دی
جہاں میں رحمت للعالمین، جانِ جہاں آئے

فدا کیوں اپنے مولا پر نہ ہوں سو جان سے غوثی
مرے سرکارؐ میری روح، میرے نور جاں آئے

(ماخذِ طیباتِ غوثی)

آنحضور خاتم النبین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی صحیح تاریخ پیدائش دوشنبہ (پیر) کے دن ۹ ربیع الاول یکم سن عام الفیل مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء و مطابق یکم جیٹھ بوقت صبح صادق جائے پیدائش مکہ معظّمہ ہے چونکہ اکثر محققین و سیرت نگار اسی تاریخ پر متفق ہیں۔ چنانچہ میرے پڑدادا الحاج حضرت سیدی کریم اللہ شاہؒ پھر آپکے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب (جو کہ الحاج حضرت سیدنا مچھلی والے شاہ صاحب قبلہ کے بھی خلیفہ و جانشین ہیں) پھر (حضرت غوثی شاہ صاحبؒ) کے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج حضرت سیدی و والدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ ۹/ربیع الاول ہی کو "عید العیاد" (عیدوں کی عید) کے عنوان سے ہر سال جشن میلاد النبیؐ مناتے تھے اور اُن کے ۱۹۷۰ء میں پردہ فرمانے کے بعد سے آج ۲۲ سال سے فقیر (غوثوی شاہ) جو اُنکا فرزند خلیفہ و جانشین و سجادہ نشین بھی ہے ہر سال اپنے شیوخِ سلاسل اور آباواجداد کی سنت پر جشن میلاد النبیؐ مناتے آرہا ہے اگر دوسرے حضرات ۱۲ ربیع الاول کو جشن میلاد منا رہے ہیں تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ چونکہ صرف ماہِ محرم کو چھوڑ کر ہر دن اور ہر رات ہر سال کے ۱۱ مہینے حضورؐ کی میلاد منائی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆

فرقہ تفضیلیہ

☆ حضرت خلیفہ رسول اللہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ پر حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت کا قائل بدعتی ہے اس سے راہ و رسم رکھنا ممنوع ہے (صفحہ ۴۸۴) (فتاویٰ جامع نظامیہ) اس قسم کے عقائد رکھنے والے کو تفضیلی فرقہ کہتے ہیں اس فرقہ کا بانی۔ "ابن سبا" (متوفی ۵۷ھ) ہے

نماز کے بعد دعا (جواز)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کتاب التشرف بمعرفتہ احادیث والتصوف میں **الخشوع فی الصلوۃ والدعاء عقیبھا** کے زیر عنوان حدیث بیان کرتے ہیں۔

الحدیث۔ **اِنَّمَ الصَّلٰوۃ تَمسکُن وَ اضعُ و تضرع وتاوہ و تَنَادم وَ تقنع یَدَیْکَ فَتَقُول اللھم اللھم فمن لم یَفْعَل فھی خارج** ۔ نماز صرف ان چیزوں کا نام ہے اظہار مسکنت اور تواضع اور تضرع اور رقتِ قلب اور اظہارِ ندامت اور یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر **اللّٰھم اللّٰھم** کہو۔ یعنی دعا کرو جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادھوری ہے۔

ترمذیؒ، نسائیؒ اور صحیح ابن خزیمہؒ میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جسکا مفہوم یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کرنے کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رُخ چہرے کی طرف رہے اور یا رب یا رب (یااللہ یا اللہ) کہو اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے۔

و ۔ دو چیزوں پر اس سے دلالت ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے نماز کے بعد دعا مشروع ہونا **قلت دل علی مطلوبیۃ الخشوع فی الصلوٰۃ و علیٰ مَشروعیۃ الدعاء عقیب الصلوٰۃ کماھو معتا دالصلحاء والمصلین فان رفع الیَدین فی الصلوٰۃ لایکون فی حاق الصلوٰۃ** ۔

جیسا کہ صلحاء اور نمازیوں میں معتاد ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ نماز کے بعد آواز کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا فعل سنت ہے (ماخذ التشرف)

ضرورتِ بیعت ؟

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۔ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر۔

بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر پارہ ۲۰ میں ارشاد رسالت مآبؐ ہے :

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کی مجلس میں اصحابِ کبارؓ حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آؤ مجھ سے اس

بات پر بیعت کرو کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی شئے کو نہیں ملائیں گے یعنی کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے اور نہ چوری کریں گے نہ زنا، اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گے اور نہ کسی پر بہتان باندھیں گے۔ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ کوئی حکم شرعی کے خلاف کریں گے۔

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ یہ معاہدہ صحابہؓ کے ساتھ ہے جو مسلم و مومن ہیں، باوجود اس کے شرک نہ کرنے اور فسق سے بچنے کا اقرار لیا جارہا ہے اگر اس سے صرف شرک فی المعبودیت کی نفی مُرادلی جائے تو یہ اُنھیں حاصل ہی تھی تو پھر اس سے مقصد کیا تھا؟ وہ یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا بھی شرک نہ کیا جائے یعنی جیسے معبودیت کا شرک نکالا گیا ویسے ربوبیت کا شرک دور کیا جائے۔ یعنی حق تعالیٰ ہی کی قوت سے واسطہ رہے اور موصوفیت کا شرک بھی نکالا جائے یعنی ذات باعتبار وصفِ ظاہر بصیرت میں رہے تا کہ قطعاً شرک سے بالکلیہ محفوظ ہو کر حق رسیدہ ہو جائے۔ لازم ہُوا کہ کسی نہ کسی "پیر کامل" سے بیعت ضروری ہے۔ بیعت سے متعلق جد امجد اعلٰحضرت سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی مشہور کتاب "مقصدِ بیعت" ضرور پڑھیے۔

جوازِ عُرس

(ماخذ "بدعت حسنہ" مصنفہ حضرت سیدی صحوی شاہؒ)

أذكُرُ مُحاسِنُ موْتا كُم (ابن ماجہ) حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے گذرے ہوئے لوگوں کی خوبیاں اور اچھائیاں بیان کرتے رہو اور آپؐ نے فرمایا۔ **ذِكر الصالحين كفّارةً لِلذُنوب و تَنزل الرحمة** (دیلمی) یعنے صالحین اولیاء کا ذکر کرنا یا اُنکی یاد منانا گناہوں کا کفارہ اور نزولِ رحمت کا باعث ہے۔

یہ تقریب بھی کسی میت کے سالانہ فاتحہ کی طرح ہوتی ہے اس میں کسی مردِ صالح، کسی بزرگ اور شیخ اور شیخ کی قبر پر بغرض ایصال ثواب معتقدین مریدین ووابستگان کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جس کا مقصد اجتماعی طور پر صاحبِ مزار کے لئے مغفرت طلبی اور اُن سے استفادہ باطنی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان مجالس خیر میں حلقہ ذکر و مواعظ بھی منعقد کی جاتی ہیں تا کہ تضیع اوقات کی بجائے صحبت صالحین کی وجہ سے اِزدیاد ایمان تجدید دین کی گرم بازاری رہے اور اس موقع پر ایصال ثواب کے طور پر اطعام طعام وغیرہ بھی کیا جاتا ہے غرض اِس طرح کا اجتماع بھی حضور صلعم سے ثابت ہے کہ دُرِ منشور اور تفسیر کبیر میں ہے کہ حضور صلعم شہداء اُحد کی قبروں پر ہر سال کے آغاز پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے **سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی**

الدار۔ اوراس طرح آپ کے بعد بھی خلفائے اربعہ کا یہی طریقہ عمل رہا۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بھی اپنے والد ماجد کا ہر سال عرس منایا کرتے تھے جس پر کسی مولوی صاحب نے اُن کے اس عمل پر اعتراضاً استفسار کیا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ ایسا اعتراض جہالت ہے (چونکہ عرس) ایک امر مستحسن ہے کہ اس میں ایصال ثواب فاتحہ کھانا کھلانا مٹھائی تقسیم کرنا سب ہی بہ اتفاق علماء خوب ہے اور عرس کا تعین بھی اسی لئے کہ اس میں دار العمل سے دار الثواب کی طرف اس کی منتقلی عمل میں آتی ہے فقیر غوثوی شاہ کہتا ہے کہ خدا کے ارشاد مبارک **فَاذْکُرُوْنِی** (تم مجھے یاد کرو) کے تحت سچے مسلمان یا اللہ والے زندگی بھر اللہ کو یاد کرتے رہے اور اللہ ہی کا نام لے کر (**اللّٰھم باسمك اَمُوْتُ**) کے تحت واصل بحق ہو جاتے ہیں اور ان کے پردہ فرمانے کے بعد **فَاذْکُرُوْنِی** کے ساتھ **اَذْکُرْکُمْ** (میں تمھیں یاد کرونگا) کی کاروائی اللہ کی طرف سے شروع ہو جاتی ہے اور حقیقتاً عرس اللہ کا اپنے بندوں کی یاد کو جبتک وہ چاہے قائم رکھنے کا نام ہے۔۔۔

یادِ صحوی منا رہے ہیں ہم — شمع عرفاں جلا رہے ہیں ہم
آج محفل سجا کے نورانی — جلوہ حق دِکھا رہے ہیں ہم

جوازِ قیام برائے تعظیم علماء ومشائخ و مسلم سیاسی قائدین

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ہم لوگوں کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے پھر جب اُٹھتے تو ہم لوگ سب اُٹھ کھڑے ہوتے اور ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ حضور صلعم اندر تشریف لے جاتے۔ (ابو داؤد)

بخاری شریف میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت سعد بن معاذ کو بنی قریظه پر طلب فرمایا اور جب وہ آگئے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا **قُوْمُوا الیٰ سیّدکم** یعنی اپنے سردار کی آمد پر احتراماً کھڑے ہو جاؤ۔

اس کے علاوہ احادیث سے حضرت عکرمہؓ اور حضرت جعفرؓ کے لئے خود حضور صلعم کا بہ نفس نفیس قیام فرمانا بھی ثابت ہے (بحوالہ مشکوٰۃ)

جوازِ قیام برائے مہمان و غیر مسلم قائدین

ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا "**اِذَا اَتاکُمْ کریمُ قومٍ فاکرِمُوْہُ**"○ جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے (یعنی وہ ہندو ہو یا مسلم) اُس کا احترام کرو (یعنے اُس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) اس طرح مہمان بھی باہر سے آئے تو اُسکے لئے اُٹھ کر ملنا بھی جائز ہے اور اخلاق کا بھی تقاضہ ہے کیونکہ اُٹھ کر ملنا

بھی احترام میں شامل ہے اس لئیے غیر مسلم قائدین کے لئے احتراماً اُٹھنا جائز ہے۔
اِسی بناء پر اولی الامر اور قابل احترام شخصیتوں کے لئے اکرام و استقبال کے طور پر قیام کو جائز بتایا گیا ہے چنانچہ حضرت اِمام مالک، امام مسلم، امام بخاری، اِمام ابو داود رحمتہ اللہ علیھم اور دیگر آئمہ کرام بھی قیام تعظیمی کے جواز پر متفق ہیں۔
چنانچہ اسی لئیے بہ اعتبار شریعت حسب ذیل مقامات پر قیام کو جائز قرار دیا گیا ہے

۱۔ باہر سے آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔
۲۔ وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا۔
۳۔ آبِ زمزم کو کھڑا ہو کر پینا۔
۴۔ عمامہ باندھنے کے لئے کھڑا ہونا۔ (بحالتِ مجبوری بیٹھ کر بھی عمامہ باندھا جاسکتا ہے)
۵۔ چلتے ہوئے شخص کا اذاں سنتے وقت کھڑا رہنا۔
۶۔ کبھی کھڑے ہوئے بھی ذکر کرنا۔ (ماخذ بدعت حسنہ) مصنفہ حضرت سیدی صحوی شاہؒ

خطاب یا محمدؐ یا غوثؓ یا صحویؒ

کتاب الشفاء میں حضرت قاضی عیاضؒ نے یہ روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پاؤں میں چونٹیاں بھر گیں کسی نے کہا آپ ایسے آدمی کو یاد کیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو تب حضرت عبداللہ ابن عمرؓ پکار اُٹھے یا محمدؐ اور اُسی وقت پاؤں کا سُن پن دور ہو گیا۔
حضرت اِمام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے (بحوالہ اشعتہ اللمعات باب زیارت قبور) غوثوی شاہ کہتا ہے کہ جبکہ زندہ کا تعلق روح سے ہے اور مرنے کے بعد تو وہ اب روح بن کر تلوارِ بے نیام ہو چکا ہے جہاں چاہئے جدھر چاہے سکنڈ میں جائے اور مدد کر آئے اعلیٰ حضرت سیدی غوثی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

مدد کو آن پہونچے بعد مُردن دم میں کوسوں سے
کسی نے نعرہ مارا جس گھڑی یا شیخ اکبرؓ کا

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے ترجمہ قرآن میں "ایاک نستعین" کے تحت فرماتے ہیں ۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔
امداد الفتاویٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب کی جلد ۴ کتاب العقائد الکلام کے صفحہ ۹۹ میں ہے جو "استعانت و استمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقادہ علم و

قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستورِ منہ حی ہو یا میت۔ "یعنے وہ زندہ ہو یا میّت ہو" ۔۔ بانی دار العلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتی صاحب کا یہ شعر جوازِ یا محمدؐ کے لئے کافی ہے

مدد کر اے کرم احمدیؐ کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسمؔ بے کس کا کوئی حامیٔ کار

مشہور بزرگ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ نے تڑپ کر حضرتِ غوث کو جس انداز سے پکارا ہے آج چھ سو سال سے لوگ اُس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں بلکہ اللہ ہی اُن کی لاج رکھ رہا ہے

غوثِ اعظم مددے یا شہہِ جیلاں مددے شاہِ شاہاں مددے مُرشدِ پاکاں مددے

حضرت سیدنا شاہ کمالؒ فرماتے ہیں ۔۔

سخت یا غوثؔ میں بیمار ہوں شیاءً اللہ تیغ افکار سے افگار ہوں شیاءً اللہ

تم کہے اپنے مُریدوں کو دو عالم میں میںؔ مُنجیؔ از آفت ِ دشوار ہوں شیاءً اللہ

اِسی طرح جد امجد حضرت سیدی غوثی شاہ فرماتے ہیں۔ جو کہ آپ کا ۱۸ سال کی عمر میں لکھا گیا کلام ہے

تم مظہر حق ہو حق کے ولی یا عبدالقادر جیلانیؒ محبوب خدا دلبند نبیؐ یا عبدالقادر جیلانی

تم شاہِ شہاں سلطانِ عجم، غوثیؔ ہے تمہارا اِک خادم رکھو لاج دو عالم میں میری یا عبدالقادر جیلانی

(ماخذ طیباتِ غوثی)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا
(طریقہ رسولؐ و طریقہ صحابہؓ)

بسم اللہ وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلیٰ رَسُولِ اللہ صَلیَّ اللہ عَلیہ وسَلَّم ۝

اَللّٰھُمَّ اَفْتَحْ لِیْ اَبْوابَ رَحْمَتِكَ ۝ (ابو داؤد)

مسجد سے باہر آنے کی دعا

بِسمِ اللہ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلاَمُ عَلیٰ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم ۝

اَللّٰھُم اِنِّیْ اَسئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۲۔ اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمْ ۝

ماخذ ابن سنیؔ و ابو داؤد ۔ ۲۔ ابنِ ماجہ

صحابہؓ والی زندگی اپنانے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اِن متذکرہ دعاؤں کو مسجد میں آتے جاتے ضرور پڑھیں۔

جوازِ شب بیداری

شب برأت اور شب قدر کو جاگنا فرض ہے اور شب معراج کو کوئی جاگ کر عبادت وغیرہ میں مشغول رہے تو یہ مستحب ہے اور جائز ہے اللہ نے سورۃ آلِ عمران میں فرمایا کہ

وَمِنَ الَّیلِ وَاِدبَارَ النُّجُوم ○

اے محمد صلعم آپ رات کے بعض اوقات میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد (وقت سحر) بھی اللہ کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے ○

اور سورۃ مزمل میں **قُم الَّیل اِلاَّ قلیلا** (رات کے کچھ حصہ میں (عبادت کے لئے) اُٹھا کیجئے۔

مگر اس آیت سے بعض مفسرین نے تہجد کی نماز مراد لی ہے۔ کچھ ہی ہو رات میں جاگ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہونا ایک اچھا عمل ہی ہے اور اس عمل خیر سے روکنا قرآن کی اس آیت کے مصداق ہے۔

مناعٍ للخیر مُعتَد مُریب ○ حد سے بڑھ گئے ہیں عمل خیر سے روکنے والے۔

بخاری شریف میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

مَنْ تعارَّا اللّیلْ ۔۔ یعنے جو کوئی رات کو جاگ کر **لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شی قدیر** (اور) **الحمد لله و سبحان الله و الله اکبر ولا حول ولا قوۃ اِلاَّ بالله** اور **اللهم اغفِرلی** کہکر خدا سے دعا کرے تو خدا اسکی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اِس حدیث مذکور سے بھی کسی بھی رات میں جاگنے اور شب بیداری کرنے کا جواز نکلتا ہے۔
حضرت سیدی صحوی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

جب سے تمہارے عارض و گیسو پہ ہے نظر
ہر روز مجھ کو عید اور ہر شب برأت ہے

☆☆☆☆

حضورؐ کی جسمانی معراج

(فتاویٰ جامعہ نظامیہ)

نبی کریم ﷺ کو جسمانی معراج ہوئی تھی اور یہی اہلِ سنت کا عقیدہ ہے جو شخص اِس سے انکار کرے وہ بدعتی ہے (ماخذ فتاویٰ نظامیہ)

O

کہیں معراج کا کیا ذکر سبحان الذی اسریٰ ۔۔۔ بُلانے آئے تھے جبرئیلؑ لیکن ساتھ وہ خود تھا

تھا جسم عنصری حضرت کا یوں تو نور کی بجلی ۔۔۔ مگر پھر بھی سواری پر گئے حضرت براق آیا

احد احمد ملے قوسین اَو ادنیٰ سے بھی آگے ۔۔۔ یہ وہ تھے، اور وہ یہ تھا، مگر یہ عبد وہ مولا

(ماخذ طیباتِ غوثی مصنفہ حضرت مولانا غوثی شاہؒ)

سیرِ معراج

O

گرد میں جسکی تھے افلاک و زمیں آج کی رات ۔۔۔ چمکا خود عرش پہ وہ ماہ مبیں آج کی رات

بن کے مہمان ہوا عرش نشیں آج کی رات ۔۔۔ اُم ہانی کے جو گھر میں تھا مکیں آج کی رات

مقتدی سب تھے نبیؑ اور امام اپنا رسولؐ ۔۔۔ سجدہ گہہ بن گئی اقصیٰ کی زمیں آج کی رات

آمد آمد ہی کی اک دھوم مچی تھی ہر جا ۔۔۔ وا تھا دروازہ فردوس بریں آج کی رات

بخشی ہر ایک کو وہ مہر رسالت نے ضیا ۔۔۔ رُوکشِ ماہ تھی تاروں کی جبیں آج کی رات

ہو کے سدرہ سے پرے اور پرے اور پرے ۔۔۔ پہنچے سرکارِ دو عالمؐ بھی کہیں آج کی رات

قدم افلاک سے اونچے ہی ہوئے جاتے تھے ۔۔۔ ہو گیا عرش بھی خود زیر نگیں آج کی رات

حدِ پرواز سے آگے نہ بڑھا کوئی بھی ۔۔۔ رہ گئے راہ میں جبریلِؑ امیں آج کی رات

قابَ قوسین تھی معراج میں روداد وصال ۔۔۔ عبد و معبود میں تھا فرق مہیں آج کی رات

اپنی تقدیر پہ تقدیر کو بھی ناز تھا آج ۔۔۔ ہر گماں خود تھا مُبدّل بہ یقیں آج کی رات

دم بخود سب تھے کہ ہنگامہ رنگیں کیا ہے ۔۔۔ رُک گئی وقت کی بھی سانس کہیں آج کی رات

نور ہی نور سے معمور تھی ہر شئے صحویؔ

نور ہی نور تھے افلاک و زمیں آج کی رات

مہیں (بہت کم، باریک) ۔۔۔ (ماخذ تقدیس شعر، مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہؒ)

قُولُوا اُنظُرنَا ۔۔۔O قرآن

☆ اے ایمان والو تم حضورؐ سے اُنظرنا کہو یعنے آپ ہم پر نظر کرم کیجئے O

استدعا

رکھ مجھ کو اپنی یاد میں مشغول یارسولؐ　　کر حق کی بارگاہ کا مقبول یا رسولؐ

رکھ حصن لا الہ الا اللّٰہ میں مدام　　عاصی کمال الدین کو مدخول یا رسولؐ

(از حضرت سید شاہ کمال الدین ثانیؒ متوفی ۱۲۲۴ھ)

ماں باپ کی قدمبوسی جائز ہے

اس عنوان کے تحت ایک بیان ماہِ اگسٹ ۲۰۰۱ء میں روزنامہ سیاست میں اور روزنامہ منصف میں شائع ہوا ہے اُسکی مِن و عن کاپی ۔۔ یہاں درج کی جارہی ہے۔

حیدرآباد۔ ۱۸ اگسٹ (راست) مولانا غوثوی شاہ صدر نشین آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آج کل لوگ ماں باپ کی قدر و قیمت سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اور ان کے آگے جھکنے کو شرک سمجھ رہے ہیں جب کہ قرآن نے بنی اسرائیل کی آیت نمبر 24 میں وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا O (۱۵/۳) سیدالانبیاء حضرت سیدنا محمد ﷺ مومنین کے لئے یہ حکم صادر فرمایا کہ لوگوں تم اپنے دونوں بازوؤں کو اُن (ماں باپ) کے آگے عجز و انکساری کے ساتھ جھکاؤ اور ان کے حق میں یہہ دعا کرو کہ اے اللہ جیسا کہ اُنھوں نے بچپن میں ہم پر شفقت و مہربانی کی ہے اسی طرح آپ بھی ان پر شفقت و مہربانی کیجئے۔ پس اس آیت سے ماں باپ کے آگے عجز و انکساری کے ساتھ اپنے دونوں بازوؤں کو جھکانے کا حکم دیا ہے جس سے ماں باپ کی قدمبوسی کا جواز نکلتا ہے اور اس کا تعلق تعظیم سے ہے جیسا کہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ آدمؑ کو سجدہ تعظیمی کروایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو سجدہ تعظیمی کیا۔ بلکہ اللہ نے مومنوں کے آگے بھی تواضع کے ساتھ جھک کر ملنے کو کہا ہے جیسا کہ سورہ شعراء کی آیت نمبر 215 میں ہے یعنے اے محمد ﷺ آپ بھی اپنے دونوں بازوؤں کو اُن مومنین کے آگے جھکادو جو آپ کی اتباع کرتے ہیں۔ یعنے آپ مشفقانہ انداز میں قدم رنجہ فرمایئے۔

جھک کر ملنا بڑی کرامت ہے　　اِس سے دنیا مرید ہوتی ہے

ویسے ابوداؤد کی مشہور حدیث میں ہے کہ قبیلہ عبد قیس نے اپنی سواریوں سے اتر کر حضورؐ

کے ہاتھ اور پیر چومے۔ اسی طرح بیہقی اور مستدرک حاکم وغیرہ احادیث نبویؐ میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کے قدموں کو بوسہ دیا اور ایک مہاجرہ عورت نے بھی حضور ﷺ کے قدمبوس ہوئی اور فریاد کی جس کی برکت اور وجہ سے اُس کے مردہ بیٹے میں جان آئی۔ الحاصل ماں باپ کی تعظیمی قدمبوسی جائز ہے حضور ﷺ نے کہا کہ ماں کے قدموں میں جنت ہے اور باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جب قدموں میں ماں کے جنت ہے تو پھر قدمبوسی کیا چیز ہے حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

زندگی کی اَوج گاہوں سے اُتر آتے ہیں ہم صحبتِ مادر میں طفل سادہ رہجاتے ہیں ہم

مرشد یا اُستاد کی قدمبوسی بھی جائز ہے

اسکے علاوہ مقدمہ اشعتہ اللمعات میں ہے کہ صحیحین کے مشہور مرشد محدث حضرتِ امام مسلمؒ نے اپنے اُستاد حضرتِ امام بخاریؒ کے پاس آتے تو فرماتے کہ آپ اپنا پاؤں پھیلایئے تاکہ میں بوسہ دوں۔ اِس پر حضرتِ امام بخاری نے پیر پھیلائے اور آپ نے بوسہ دیا۔ یہاں معلوم ہوا کہ اُستاد یا پیر و مرشد یا بڑا بھائی یا بڑی بہن کی بھی قدمبوسی جائز ہے۔

ہے دل کو تو لائے قدمبوس محمدؐ اور جاں کو تمنائے قدمبوس محمدؐ
اے قاضی حاجات مجھے تیری قضاء سے ہر دم ہے تقاضائے قدمبوس محمدؐ

O

ہوں خاک تجھ قدم کا یا پیر غوث الاعظمؒ محتاج تجھ کرم کا ، یا پیر غوث الاعظمؒ
یا پیر سر دھرونگا تمہارے قدم کے پیش ہر چند ضربِ کفش سے زیر و زبر کرو

پیر و مرشد کی قدمبوسی کا فائدہ

شہمیرؒ کے قدم پر اِک آن سر کو رکھا بہتر ز اَلف سالہ صوم و صلوٰۃ دیکھا
ماخذ ۔۔ "خزمن کمال"

☆☆☆☆

"غیر مُقلدّین" کو مسجد میں آنے کی ممانعت

☆ شریعت میں اس قسم کے لوگوں کو کہ جن کے مسجد میں داخل ہونے سے فساد پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں کو اذیت پہونچتی ہے مسجد میں آنے کی ممانعت کی گئی ہے اور اہل محلہ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جو ان میں سے (یعنی اہلِ سنت والجماعت سے) نہیں ہے اس کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کریں۔ جیسا کہ دُرِ مختار کے صفحہ ۲۰۱ میں ہے **بل ولا هل المحلة منع منهم عن الصلاة فيه** ۔ پس جبکہ یہ فرقہ (غیر مقلدین) جو کہ اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے اور اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے سنیوں کو اِن کی مسجد میں آنے سے اذیت ہوتی ہے تو سنیوں کو چاہیے کہ ان کو اپنی مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے منع کریں۔ **واللہ اعلم بالصواب** (ماخذ فتاویٰ نظامیہ۔ صفحہ ۳۲۷)

اولیاء اللہ کی قبور پر غلاف

☆ متاخرین نے صاحب مزار کی عزت و توقیر کے لئے (غلاف یا چادر وغیرہ) ڈالنا جائز بتایا ہے تاکہ عام لوگ صاحبِ مزار کی تعظیم کریں اور ناواقف زائرین خشوع وادب کے ساتھ زیارت کریں۔ (فتاویٰ نظامیہ۔ صفحہ ۴۹۷) (ماخذ " تاریخ سنیت ")

رمضان کی ۲۷ ویں شب ہی شب قدر ہے

☆ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ نے قسم کھا کر کہا کہ وہ (شب قدر) ۲۷ ستائسویں شب ہے کو ہے۔ **اَنها لَيْلَةُ سَبع وَّ عِشرِيْنَ ---o**

حضرت والدی وسیدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے اپنی "آل اِنڈیا ریڈیو" پر کی گئی ایک تقریر میں فرمایا کہ حضورؐ نے اس رات کی کسی خاص تاریخ کے ساتھ نشاندہی محض اِسی لئیے نہیں فرمائی کہ ایک بندہ عبودیت کو اُپنے ذوق اور اشتیاق کی تکمیل و پذیرائی کے لئے ہر شب شبِ قدر ہو جائے رات بھی ہاتھ آجائے اور بات بھی پوری ہو جائے۔

ڈھونڈنے کے لئے اِس رات کو چند راتوں میں رُتبہ ہر رات کو اللہ نے دیا آج کی رات

مگر اِس کا معنیٰ یہ نہیں کہ آپ آنحضور ﷺ کے اِس ارشادِ مبارک کو (معاذاللہ) نظر انداز کراو۔ جس میں آپ نے بتایا کہ اس رات (لیلۃ القدر) کو طاق راتوں میں (یعنے 21۔23۔25۔27 اور 29 ویں شب میں) تلاش کر چنانچہ حضورؐ خود بھی رمضان کے عشرہ آخر میں شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔ اس لئیے ہمکو چاہیے کہ ہم طاق راتوں میں بھی جاگیں۔

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰماً وَّ قُعُوۡدً وَّ عَلٰی جُنُوۡبِھِمۡ ۝

(اہلِ ایمان تو وہ ہیں) جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کی یاد اور تسبیح میں لگے ہوتے ہیں۔ (۴/۱۱)

تراویح و تسبیح TARAVIH WA TASBIH

از : مولانا غوثوی شاہ (خلف خلیفہ و جانشین شیخ الاسلام مفسر قرآن الحاج حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قدس سرہٗ)

نمازِ تراویح

نمازِ تراویح سنت موکدہ ہے مردوں کیلئے بھی عورتوں کیلئے بھی۔ جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اُسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے چھوڑ دی جائے۔ نمازِ تراویح روزہ کی تابع نہیں جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں اُن کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے فجر تک ہے وتر سے پہلے خواہ بعد لیکن وتر سے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔ تراویح کے پڑھنے میں تہائی رات یا نصف شب تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔ تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے۔ نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں (ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے) نماز تراویح میں چار رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جس میں چار رکعتیں پڑھی جاسکیں اور اس حالت میں اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے خواہ قرآن پڑھے یا نفلیں پڑھے یا خاموش رہے۔ (ماخذ نصاب اہلِ خدمات شرعیہ) لیکن تسبیح کا پڑھنا مصر و شام، افغانستان، ترکی، بخارا اور پاکستان کے علاوہ بعض ممالک اسلامیہ میں کہیں کہیں اجماع امت ہے اور اہل سنت والجماعت کی پہچان ہے اور جو تسبیح پڑھی جاتی ہے کسی بزرگ یا صحابی رضی اللہ عنہ کی ایجاد نہیں بلکہ آنحضور ﷺ کے کہے ہوئے الفاظ ہیں جسکو حدیث صحیح مسلم نے روایت کیا۔ " سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الۡمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوحِ " اور حدیث ابو داود، نسائی و احمد نے اِس تسبیح کو روایت کیا ہے۔ سُبۡحَانَ ذِی الۡجَبَرُوتِ وَالۡمَلَکُوتِ وَالۡکِبۡرِیَآءِ وَالۡعَظَمَةِ ۔ احادیث نبویہ کے علاوہ قرآن نے مسلمانوں کو یہ مخاطب کر کے کہا ہے۔ وَ تُسَبِّحُوۡهُ بُکۡرَةً وَّ اَصِیۡلاً ۝ (۲۶/۹) (مسلمانو !) صبح و شام تم اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرتے رہو۔ اور دوسری جگہ ارشادِ باری ہے کہ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۝ جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح میں مصروف ہے۔

جواز بیس رکعات تراویح : تراویح جمع ہے ترویح کی اور ترویح کے معنی کسی کام میں کچھ وقفہ لینا یا بیٹھ جانا تاکہ تازہ دم ہو کر پھر وہی کام شروع کرے۔ اسی لئے لغت میں اسکا معنی جسم کو کچھ دیر کے لئے (کام کاج چھوڑ کر) راحت دینا ہے اسی لیئے ہر چار رکعت پر بیٹھ کر تازہ دم ہوتے ہیں۔ اسی لئے اس وقفے وقفے کی نماز کا نام تراویح رکھا گیا۔ اگر تراویح آٹھ رکعت کی ہو تو اس کے درمیان میں ایک وقفہ ترویحہ آتا اور جبکہ تراویح دو سے زیادہ وقفوں اور تازہ دم ہونے کا نام ہے اور عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے اب رہا یہ سوال کہ بعض لوگ جو آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں تو وہ لوگ اگرچہ حدیث نبوی پر عمل پیرا ہیں۔ مگر وہ حدیث منسوخ کہلاتی ہے چونکہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور بیہقی وغیرہ نے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّیۡ فِیۡ رَمَضَانَ عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً سِوَی الۡوِتۡرِ ۝ یعنے آنحضور ﷺ نماز وتر کو چھوڑ کر بیس رکعت نماز تراویح کی پڑھتے تھے (یعنے وتر تراویح کے بعد پڑھتے تھے) ۝ اسی طرح عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم کے صفحہ ۳۵۷ میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین و فقہا محدثین کا بیس رکعت تراویح پر اتفاق ہے ان میں سے کسی نے بھی آٹھ رکعت تراویح نہیں پڑھی اور نہ اس کا حکم دیا۔

۝ اسی طرح ترمذی شریف باب الصوم میں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ و حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ بیس رکعت تراویح کے ہی صحیح ہیں۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ حضرت ابن مبارک اور حضرت امام

شافعیؒ نے فرمایا ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں ایسا ہی عمل کرتے ہوئے لوگوں کو پایا ہے یعنے مسلمان بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ اور آج بھی سعودی عرب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بیس رکعت نماز تراویح میں پڑھتے ہیں۔ ان تمام متذکرہ احادیث و اقوال آئمہ سے یہی جواز نکلتا ہے کہ تراویح میں بیس رکعت پڑھنا سنت رسولؐ، سنتِ صحابہؓ اور سنت آئمہ و فقہا و محدثین و سنت اولیاء اور طریقہ اہل سنت والجماعت ہے اور آج ساری دنیا میں اور اسلامی ممالک میں اسی پر علمدر آمد ہے اور آٹھ رکعت پڑھنا خلاف سنتِ صحابہؓ اور سُنیّت ہے۔

معنی تسبیح

تسبیح کا معنی پاکی بیان کرنا اس کا مادہ سبح Sabha ہے س کے معنی پانی یا ہوا میں تیزی سے گذرنے کے ہیں۔ یعنے جو کوی اللہ کی تسبیح و تحمید کا ذکر کرتے رہیگا وہ اسکی برکت سے اس دنیا سے تمام مشکلات اور پریشانیوں سے بچکر اس دنیا سے تیزی سے نکل جائیگا اور اپنے سُبحان سے جاملیگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم وہ تسبیح کیوں نہیں پڑھتے جسکے پڑھنے سے فرشتوں کو رزق ملتا ہے۔

جس چیز سے ہے پاک اُسی چیز سے ہے ظاہر　　طرفہ یہ ہنر ہستی سبحان میں دیکھا

☆ سُبحَانَ ذِیْ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ

☆ پاک ہے وہ ذات جسکا ملک یہ نظر آنے والی کائنات اور نظر نہ آنے والی فرشتوں کی کائنات ہے۔

☆ سُبحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِیَآءِ ذُوالْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَالْكَمَالِ وَالْجَبَرُوْتِ ☆ اور پاک ہے وہ ذات جو بڑی عزت والی بڑی عظمت والی ہے بڑی رعب و ڈھاک والی اور بڑی زبردست قوت و طاقت والی (اور اپنے دشمنوں پر) انتہائی قہر و غلبہ والی اور انتہائی غضب والی اور (اپنے نیک بندوں پر) انتہائی کرم والی اور انتہائی بلند و بالا درجات اور شان والی ہے

☆ سُبحَانَ اَلْمَلِكِ الْمَعْبُوْدِ ☆ سُبحَانَ الْمَلِكِ الْمَقْصُوْدِ ☆ سُبحَانَ الْمَلِكِ الْمَوْجُوْدِ

☆ پاک ہے وہ ذات جو ازل تا ابد سب کا بادشاہ اور سب کے لئے لائق پرستش معبود ہے

☆ اور پاک ہے وہ ذات جو ساری کائنات کا بادشاہ اور ساری کائنات کی اُن کی حسب اقتضاء حاجتوں اور احتیاجوں اور ان کے تقاضوں کو پوری کرنے والا مقصود ہے۔ ☆ اور پاک ہے وہ ذات جو سب کا بادشاہ اور از۔ ازل تا ابد موجود ہے۔

☆ سُبحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا یَفُوْتُ اَبَداً اَبَداً

☆ ہاں پاک ہے وہ ذات جو از۔ ازل تا ابد سب کا بادشاہ اور زندہ و قائم ہے جسکو نیند تو کیا اُونگھ و جھپکی بھی نہیں آتی اور وہ مرنے اور مٹنے کی صفت سے ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاک ہے ☆

☆ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ☆ ہاں وہی ذات اللہ ہی کی ہے جو بڑی عزت و پاکیزگی والا اور ایسی عظیم الشان بزرگی و بلندی والا جو تمام نقائص اور زوال سے پاک ہے

☆ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ ☆ جسکی خوبیاں و بڑائیاں بیان کی گئیں ہیں۔ ہاں وہی پاک

ذات اللہ ہی کی ہے جو ہمارا اور ساری کائینات کا رب ہے اور ہم سے چھپے ہوئے عوالم غیب وملکوت کا رب اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بھی رب ہے (جو اللہ اور اسکے رسول سید المرسلین وخاتم النبین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے درمیان واسطہ وحی تھے۔)

بروح اعظم وپاکش درود لا محدود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُورِ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا ومولانا مُحَمَّد وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

نقص ونقائص سے بری ذاتِ الٰہ فی الحقیقت ہے یہی معنی سُبحان اللہ

☆☆☆☆☆

تسبیح تراویح

نغمۂ ترویح

نماز تراویح کی ابتدا اس تسبیح سے کریں: اَلصَّلٰوۃُ سُنَّۃُ التَّرَاوِیحِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ○

پہلی چار رکعت کے بعد کی تسبیح: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ ذُوالْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَالْکَمَالِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَعْبُوْدِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَقْصُوْدِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَوْجُوْدِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا یَفُوْتُ اَبَداً اَبَداً۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ:

یہ پڑھ کر دعا کریں اسکے بعد یہ تسبیح پڑھیں: اَلْبَدْرُ سَیِّدُنَا اَحْمَدُ الْمُجْتَبٰی مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی ﷺ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

دوسری چار رکعت کے بعد پھر وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر دُعا کریں، اسکے بعد یہ تسبیح پڑھیں۔
خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِالتَّحْقِیْقِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تیسری چار رکعت کے بعد وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر، یہ تسبیح پڑھیں مُزَیِّنُ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

چوتھی چار رکعت کے بعد وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر، دُعا کریں، اسکے بعد یہ تسبیح پڑھیں جَامِعُ الْقُرْآنِ کَامِلُ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ ذُوالنُّوْرَیْنِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

پانچویں چار رکعت کے بعد وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر، دُعا کریں، اسکے بعد یہ تسبیح پڑھیں اَسَدُاللّٰہِ الْغَالِبُ مَظْھَرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ، وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ پھر اسکے بعد صلوٰۃ الوتر پڑھ لیں۔

اگر مناسب سمجھیں تو تراویح کے بعد یہ **صَـلـوٰة** بھی پڑھیں یا بچوں سے پڑھوائیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا آدم صَفِیُّ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا نُوحُ نَجِیُّ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا اِبراهیم خلیلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا اِسمٰعیل ذَبیحُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا مُوسٰی کَلیمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا دَاوٗدُ خِلیفَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَنَا عِیسیٰ رُوحُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلصَّلٰوۃ والسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ حضرت سَیِّدِنَا اَحْمَدُ مُجْتَبیٰ مُحَمَّدُ الْمُصطفٰے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ ☆

مسجد میں داخل ہونے کی یہ دُعا آنحضورؐ ہی کے الفاظ ہیں: **بِسم اللّٰهِ وَالصَّلاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ** ﷺ ○ **اَللّٰهُمَّ اَفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ** ○ (ابوداؤد) مسجد سے نکلنے کی دُعا : **بِسم اللّٰهِ وَالصَّلاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ** ﷺ ○ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ** ○ (۲) **اَللّٰهُمَّ أَعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمُ** (ماخذ ابن سنّیؒ و ابوداؤد ۲۔ ابن ماجہ)

☆☆☆☆

لَـیْـلَـةُ الْـقَـدر

(الحاج حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کی آل انڈیا ریڈیو پر کی گئی تقریر کا اہم اقتباس)

مہینہ اور پھر رمضان کا مہینہ جس کے لیل و نہار کا حُسن اور نکھار سارے عالم کو حسین کئے ہوئے ہے اور جس کے سارے لحات نوریہ کی طرح درخشاں و تاباں ہیں، بس انوار و برکات کی اس جلوہ گاہ میں اللہ نے ایک رات ایسی بھی چھپا رکھی ہے جو پورے ہزار مہینوں پر جسکے ۸۳ سال ۴ ماہ ہوتے ہیں فضیلت رکھتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ اس رات کو پاکر خدا سے طلب اور اس کی عبادت میں لگا رہے تو اسے تیس ہزار چار سو پندرہ راتیں اور اتنے ہی دنوں کی نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

قرآن کریم نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی ہے **انا انزلنه فی لیلة القدر ۔ وما ادراك ما لیلة القدر۔ لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملائکة و الروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام هی حتی مطلع الفجر** ۔۔یعنے ہم نے قرآن کو عزت و توقیر کی رات میں نازل کیا ہے اور کیا آپ کو معلوم ہے یہ قدر کی رات کیا ہے ؟ ہاں ! یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس میں فرشتوں اور روح کا نزول ہوتا ہے اپنے رب کی طرف سے بھلائی اور خیر کو لئے یہاں تک کہ فجر نمودار ہو جاتی ہے۔

مصلحت و اہمیت طاق راتوں کو جاگنے کی

حکم رسالت ہے کہ اس رات کو رمضان کے آخری دہے کی طاق یعنے ۲۱ویں، ۲۳ویں، ۲۵ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ویں راتوں میں تلاش کرو چنانچہ حضورؐ خود بھی رمضان کے عشرہ آخر میں شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔ حضورؐ نے اس رات کے کسی خاص تاریخ کے ساتھ نشاندہی نہیں فرمائی شاید اسی لئے کہ ایک بندہ عبودیت کو اپنے ذوق اور اشتیاق کی تکمیل و پذیرائی کے لئے ہر شب شب قدر ہو جائے رات بھی ہاتھ آجائے اور بات بھی پوری ہو جائے۔

۲۷ویں شب۔ شبِ قدر کا جواز

ڈھونڈنے کے لئے اس رات کو چند راتوں میں ‌ ‌ ‌ رتبہ ہر رات کو اللہ نے دیا قدر کی رات

اکثر صحابہؓ اور جمہور علمائے احناف اسی پر متفق ہیں کہ شب قدر ۲۷ویں رمضان ہی کو ہوتی ہے چنانچہ حضرت اُبی ابن کعبؓ نے فرمایا کہ رمضان میں شب قدر اسی شب میں ہے جب ہمیں حضورؐ نے جاگنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا اور وہ رمضان کی ۲۷ویں شب ہے۔ حضرت معاویہؓ کی روایت سے واضح ہے کہ شب قدر ۲۷ ویں شب کو ہے اور حضرت ابوذرؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ نے سب کو رمضان کی ۲۳ویں کو ایک انتہائی رات تک نفل نماز پڑھائی پھر ۲۵ ویں کو نصف رات تک مگر ۲۷ویں کو اپنے اہل و عیال اور ازواج مطہرات کو ساتھ لے لیا اور سب کو اتنی دیر تک نفل نماز پڑھاتے رہے کہ راوی کو اندیشہ شروع ہو گیا کہ کہیں سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے۔ شب قدر کی ۲۷ویں شب میں ہونے کا ایک استدلال اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سورہ قدر میں الفاظ لیلۃ القدر کا تین مرتبہ استعمال ہوا ہے کہ جن کے نو حروف ہیں اس طرح ۹ ضرب ۳ سے ستائس (۲۷) کا عدد حاصل ہوتا ہے جو ستائسویں شب کے لئے دلیل واضح ہے۔

اعمالِ شب قدر

اعمال شب قدر کے تعلق سے بتایا گیا ہے کہ چار رکعت نفل ایک ہی سلام سے ادا کئے جائیں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص سات مرتبہ پڑھیں۔ ختم نماز کے بعد سجدہ میں جاکر ۴۱ مرتبہ سبحان اللہ کہیں اس کے علاوہ صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے چار رکعت پڑھی جائیں۔ قبولیت دعا و استغفار اور حصول مقاصد کے لئے اس رات جس قدر بھی استفادہ کیا جائے کم ہے کیوں کہ یہ رات اپنی فضلیتیں انعام و اکرام کے لئے عام ہے مگر اس لئے نہیں کہ۔۔۔

جو گناہ کیجئے ثواب ہے آج ‌ ‌ ‌ بلکہ اس لئے کہ خیر جو کیجئے بے حساب ہے آج

طلب عفو و مغفرت کے لئے حضورؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس رات کے لئے جو دعا سکھائی تھی وہ **اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یَا کَرِیْم** ۔ یعنی اے اللہ آپ بیشک معاف کرنے والے، عفو و بخشش کو پسند کرنے والے ہیں۔ مجھے بھی فضل و کرم سے عفو و درگذر فرمایئے۔

بادشاہا جرم ما را عفو دار ‌ ‌ ‌ ما گنہگاریم تو آمرزگار

ماخذ : مقدس راتیں

مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہؒ

☆☆☆☆

فضیلتِ شبِ قدر

از : الحاج حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ

O

نور ہی نور ہیں سب ارض و سماں آج کی رات
بدلی بدلی سی فلک کی ہے فضاء آج کی رات

بخشش عام کا اعلان فرشتوں نے کیا
خود خدا ہوگیا مائل بہ عطا آج کی رات

روح و جبرئیل و ملک سب ہیں جلو میں سارے
عرش والا بھی اتر آہی گیا آج کی رات

لوحِ محفوظ میں مستور کہاں تک رہتا
اُترا قرآن بہ صد نور و ضیاء آج کی رات

عشرہ آخر ، ماہِ رمضان کی راتیں
طاق جو ہیں انہیں رتبہ بھی ملا آج کی رات

وہ شبِ قدر جو افضل ہے مہینوں سے ہزار
وہی پھر لوٹ کے آتی ہے صدا آج کی رات

ڈھونڈنے کے لئے اس رات کو ان میں
رتبہ ہر رات کو اللہ نے دیا آج کی رات

جس کو اللہ نے رکھا تھا چھپا کر اِس کا
دیا سرکارِ دو عالم ﷺ نے پتہ آج کی رات

زہے تقدیر کہ صحوی بھی ہے اِسی شب کا اسیر
جسکی خلاق ہے اک زلف دو تا آج کی رات

ماخذ

(مقدس راتیں)

مصنفہ حضرت صحوی شاہؒ

☆☆☆☆

"اصحابِ کہف اب بھی زندہ ہیں"

اَصحابُ الکھف والرقیم مِن آیٰتِنا عَجَباً (قرآن)
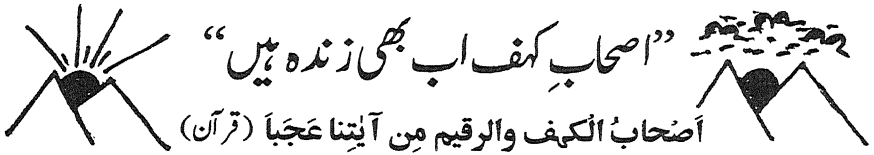
اصحاب کہف ورقیم ہماری نشانیوں میں ہے۔

وَتَرَی الشَّمسَ اِذا طَلَعَت تَزٰوَرُ عن کَھفِھِم ذَاتَ الیَمِینِ وَاِذا غَربت تَقرِب منھم ذات الشِمالِ ٥

اور جب سورج نکلے توتم دیکھو کہ سورج ان کے غار سے داہنی طرف کترا کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو اُن کے بائیں طرف کترا کر جاتا ہے (۱۵/۱۴)

"جب قرآن میں اصحاب کہف کے تعلق سے یہ کہا جارہا ہے کہ (جہاں وہ ہیں) جب سورج نکلے توتم دیکھو کہ اُن کے "غار" سے داہنی طرف ہٹ کر جائے اور غروب ہونے لگے تو بائیں طرف کترا جائے۔ اس آیت کا تعلق زمانہ جاریہ سے ہے اور قرآن نے اس عجیب وغریب منظر کو "ذٰلِكَ مِنْ آیٰتِ اللّٰہ" کہا ہے یعنے یہ اللہ کی خاص نشانیوں میں سے ایک ہے اس آیت کا حاصل مطلب یہی ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انکی حفاظت کے لئے دھوپ اُنکے داہنے اور بائیں عجیب انداز میں کترا کر جارہی ہے تاکہ اُن سونے والوں پر دھوپ کے مضر اثرات نہ واقع ہوں۔ اس طرح نُقَلِّبُھُم کا تعلق بھی زمانہ جاریہ سے ہے جس کا معنے ہم (اُن اصحابِ کہف) کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح لَوِ اطَّلَعتَ (LA-WIT-TALATA) کا تعلق بھی زمانہ جاریہ سے ہے جس کا معنے اے مخاطب اگر تم اُن کو جھانک کر دیکھو (IF YOU SEE THEM) لَوَلَّیتَ مِنھُم فِراراً وَلَمُلِیت مِنھُم رُعبا☆ تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں اور ان کے رُعب سے گھبرا جائیں☆ چنانچہ ہم اپنی اِس صداقت کو تفسیر حقانی" سے ماخذ بیضاوی" کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ "جب حضرت امیر معاویہؓ نے روم پر چڑھائی کی اور اُس غار کے پاس پہونچے (تاکہ اصحاب کہف کی بچشم دید زیارت کریں) مگر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اُنھیں یہ کہکر منع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ سے خطاب کر کے لَوِ اطَّلَعتَ فرمایا ہے جو آپ امیر معاویہؓ سے بھی بہتر ہیں۔ مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچھ لوگ وہاں غار کے پاس بھیجے جو جل کر مر گئے۔ تفسیر جلالین میں اِس مذکورہ روایت کو حضرت سعید بن جبیرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اسکے علاوہ تفسیر ثعلبی میں بھی لکھا ہے لواطلعت کا خطاب اگر حضورؐ سے ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اصحابِ کہف زندہ ہیں۔ اُردو تفسیر جلالین مطبوعہ ۱۳۸۱ھ میں صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے حضرت ابنِ عباسؓ جب کسی غزوہ میں شام کے علاقہ میں تشریف لے گئے اور مقام کہف پر گذرے اور آپ کے ساتھ دوسرے اصحاب بھی تھے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کچھ ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ شاید اصحابِ کہف کی ہڈیاں ہیں (پھر آپ فرماتے ہیں) لیکن بعض کی رائے ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ایک روایت (اُسی تسلسل کے ساتھ) لکھی ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر اصحاب کہف بھی قیامت کے قریب حج بیت اللہ ادا کریں گے اس کے بعد اُن کی وفات ہوگی (تفسیر جلالین) بعض لوگوں نے بحوالہ ابن کثیر جو روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اُن کی ہڈیاں تو اب سے تین سو برس پہلے خاک ہو چکی ہیں۔ تو یہاں یہ فکر ہوگی کہ اُنکے

جاگنے اور پھر پلٹ کر اُس غار میں سونے کا واقعہ جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ تھیوڈوس کا زمانہ تھا۔ جس کی وفات ۵۰ ھ عیسوی میں ہوئی اور اس تاریخ میں حضرت ابنِ عباسؓ کی بتائی ہوئی تاریخ کے لحاظ سے اگر حضورؐ کے مکیہ اسلامی دور کی تاریخ ۶۲۲ء میں تین سو نکال دیں تو ۳۲۲ء عیسوی کا سال ہوگا۔ جبکہ اصحاب کہف کے اُٹھائے جانے کا زمانہ ۴۳۱ھ عیسوی کا ہے یعنی ۱۰۲ سال کا اضافہ ہوگیا اور حضرت ابن عباسؓ کے بتائے ہوئے تین سو سال قرآن کے مصدقہ و مستند ۳۰۹ سال میں جمع کر دیں۔ تو ۶۰۹ سال ہوئے اس کے معنے یہ ہوئے کہ ۳۰۹ سال بعد جب وہ غار سے نکلے اور نکلتے ہی جب واپس آئے تو خاک ہو گئے۔ مجھکو حضرت ابن عباسؓ کی بات پر نعوذباللہ اعتراض نہیں بلکہ روایت کے اختلافی بیان پر ہے کہ کیا وہ حدیث جو بیان کی گئی ہے کس اعتبار سے صحیح ہے۔ جب کے بخاری مسلم ابن ماجہ ترمذی وغیرہ کی کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ حضورؐ نے اصحاب کہف کو مُردہ کہا ہے اور آپ کہیں گے بھی کیوں وہ اس لئے کہ قرآن کھلے لفظوں میں اُنھیں زندہ بتا رہا ہے۔ جیسا کہ ہم بحوالہ تفسیر جلالین و ثعلبی کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اُس کے تاویلات پیش کئے ہیں۔

بعض کیسیٹس اور روزنامہ منصف میں اصحابِ کہف کی فوٹوز کی حقیقت

اسلامی مقدس مقامات پر بنی ایک فلم اور ۷/ ستمبر ۲۰۰۱ء کے روزنامہ منصف میں جناب محمد تقی عثمانی صاحب کی طرف سے اصحاب کہف کا واقعہ دیدہ بینا کے لئے عبرت کے کئی پہلو کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا گیا اور فوٹوز میں بتایا گیا وہ خود اُن کی ہی تحریر کے مطابق اردن میں عمان کے قریب میر ظبیان صاحب کے متوجہ دلانے پر ایک ماہر آثار قدیمہ جناب رفیق رجانی صاحب نے وہاں کھدائی کے بعد 1961ء میں یہ رائے ظاہر کی کہ یہی اصحاب کہف کا غار ہے۔ چنانچہ کھدائی کے بعد جو ہڈیاں اور کتے کی ہڈیاں نکلیں اس کو فریم کروایا گیا اور اس مقام و جگہ پر اصحابِ اہلِ الکہف لکھ کر لگا دیا گیا۔۔۔۔ یہ تمام باتیں ایسے شخص کی طرف سے کہی گئی جو ماہر آثار قدیمہ ہے جو کہ نا قابل قبول ہے۔ اور قرآن کے اس کہنے پر کہ "یہ ہماری نشانیوں میں سے ہے" اور جیسا کہ تفسیرِ ابن کثیر اور ابن جریر اور بیہقی وغیرہ کے حوالوں کے مطابق اصحاب کہف تو "روم" میں گذرے ہیں اردن کے عمان سے آثار صحابہؓ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ ملک شاہ فیصل کے زمانہ میں سمندر کے کنارے سعودی عرب میں صحابہ کرامؓ کے لاشیں ملیں جنھیں دوسرے قبرستان میں دفنایا گیا۔۔۔ ویسے اللہ نے حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ اُٹھالیا ہے اور اب بھی وہ زندہ ہیں اور قیامت کے قریب وہ جامع مسجد اُمویہ کے منارہ (دمشق) پر اتریں گے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اللہ نے دوست تو دوست اپنے سخت دشمن فرعون کی لاش کو بھی جوں کا توں من وعن مصر کے عجائب گھر میں رکھا ہے۔ جس کی فوٹو ایک مرتبہ روزنامہ منصف میں چھپ چکی ہے یہی نہیں بلکہ روزنامہ منصف کے دفتر کے قریب سابق باغ عامہ پبلک گارڈن کے موجودہ آثارِ قدیمہ کے میوزیم میں مصر کے دو ہزار سالہ قدیم لڑکے کی ممی **Mummy** بھی جوں کی توں حالت میں رکھی ہوئی ہے۔ برادران اسلام ہمارے اصحابِ کہف کے تعلق سے دیئے گئے مضمون کو غور سے پڑھیئے۔ اور فیصلہ کیجئے کہ اللہ نے جس کو اپنی خاص نشانی قرار دیا۔ بھلا وہ عام مردوں کی ہڈیوں جیسے ہو ہی نہیں سکتا جو کہ منشاء قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ یاد رکھیے۔

زندہ وہی ہے جو کہ خدا کے قریب ہیں مقرب بن کے اس کے رفیق وحبیب ہیں

☆☆☆☆☆

سُنّی طریقۂ تجہیز و تکفین

" مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد کیا کریں "

جب یہ محسوس ہو جائے کہ اب وقت آخر ہے ایسی خوشبو یا اگر بتی جلائے جو دوسروں کی صحت کے بگاڑ کے باعث نہ بن جائے۔ پھر بیمار کا لباس صاف ستھرا کر دیں۔ اُس کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین تلاوت کریں چونکہ سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے اس کے پڑھنے سے دم آسان ہو جائے گا۔ ویسے بیمار کو کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین یا ذکر پاس انفاس اللہ ہو اللہ کہنے کی تاکید کریں۔ ویسے ایک سچے مرید کے دل میں صرف اللہ ہو اللہ ہی رہتا ہے۔ اُس کی زبان اگر خدانخواستہ بند بھی ہو جائے۔ تب بھی اُس کی موت انشاء اللہ ذکرِ اللہ ہو اللہ ہی پر ہو گی۔ پھر بھی تاکید کا طریقہ بھی اللہ والوں کا طریقہ ہے۔ جب بیمار کے دم میں دم نہ رہے اور یہ اچھی طرح معلوم کرنے کے لئے واقعی دم جا چکا ہے یا نہیں ؟ تھوڑا سینہ مَل کر دیکھئے اگر واقعی یہ جاں حق ہو چکا ہے تو اِنا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اُس کی آنکھیں بند کر دیں اور چہرہ کعبہ کی طرف (مغرب کی جانب) کر دیں کہ وہ اب ربِ کعبہ کے پاس جا چکا ہے۔ پھر لباس بدل ڈالیں۔ ٹھڈی باندھ پھر ایک پاکیزہ صاف ستھری کیسے بھی کلر کی ہو چادر میت کے اوپر ڈالدیں۔ جواب دم نکلنے سے "میت" نام پا رہا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو جیتے جی "میں میت" نیں جاہل، میں مضطر، میں عاجز یعنی جیتے جی موتوا قبل ان تموتو یعنی مرنے سے پہلے مرنے کا اعتبار حاصل کر لیا تو حضرت سیدی پیر صحوی علیہ الرحمہ کے ارشاد کے مطابق شہداء کی طرح ہمیشہ کے لیئے زندہ ہو جائیگا۔ اب آگے بڑھئے چادر ڈالنے کے بعد اُس کے اطراف (قدموں کی طرف چھوڑ کر قرآنِ مجید یا درودِ شریف پڑھیں اور اُس وقت رشتہ دار یا پیر بھائیوں میں سے کوئی اُٹھے اور اُٹھ کر تمام بہن بھائیوں میں " رشتہ داروں " پڑوسیوں اور حاضرینِ مجلس "موتہ" سے یہ استدعا کریں کہ وہ میت ہذا۔ فلاں۔ کو معاف کر دیں اور اگر وہ کسی کا قرضہ باقی ہے تو کوئی صاحب ادا کر دیں یا ادا کرنے وعدہ کریں یا پھر معاف کر دیں اور ان کے حق میں مغفرت کی جب جب دعا کرتے رہیں اور حدیثِ نبوی کی روشنی میں مرنے والوں کے تعلق سے بُرا نہ کہیں بلکہ اذکر ہما حسن موتاکم (ابنِ ماجہ) یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ تمام مرنے والوں کے تعلق سے اُن کی صرف اچھائیاں ہی بیان کرتے رہو۔ اس کے مطابق میت کی کچھ منٹوں کے لیئے ہلکی پھلکی تعریف کر دیں اور یہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی بھائی یا بیٹا یا مُرید میت کی پیشانی کو چومنا چاہتا ہے تو کوئی اپنے شیخ کے قدموں کو بوسہ دینا چاہتا ہے تو اس کی اجازت ہے۔ حضورؐ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے حضور اقدسؐ کی پیشانی کو چوما ہے اور اللہ والوں کے جسم ناپاک نہیں ہوتے ہیں۔ پھر مجلس "موتہ" میں شریک ہونے والوں کا چائے پانی وغیرہ کا یا اُن کے کھانے پینے کا خیال رکھیں پھر میت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو جائیں۔ غسل دیتے وقت خاص پردہ کا اہتمام کریں۔ غسل دینے والے بھی میت کی ستر کو نہ دیکھیں۔ اگر خدانخواستہ میت میں کوئی عیب پایا جائے۔ تو اُس عیب کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں کیونکہ اکثر جسم سے روح نکلنے کے بعد میت کے حالات تغیرّ پاتے ہیں چاہے وہ نیک کیوں نہ ہو۔ تجہیز و تکفین کے بعد اُسکی پیشانی پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** اور اس کے سینہ پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھیں۔ اُس آخر کے دولھے کو اگر کوئی محرم یعنی جس کے دیکھنے کا حق ہے یا جس سے گوشہ پردہ نہیں تھا۔ دیکھ سکتے ہیں اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے۔ یاد رکھیں کہ میرے پیر و مرشد والدِ محترم حضرت صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق میت کے قدموں (پیروں) کو مغرب کی سمت نہ رکھیں چونکہ زندگی بھر قبلہ کی طرف چہرہ کرتے رہے اور مرنے کے

بعد اُس کی طرف پیر کریں مناسب نہیں۔ پھر میت کو جنازہ میں رکھ کر مسجد کی طرف لے جاویں اور راستہ " سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ اللہ اکبر پڑھتے جائیں۔ تسبیح پڑھنے کا جواز احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ پھر مسجد کے اندر صحن مسجد میں رکھ کر، اس نیک شخص سے یا جس کو میت کے رشتہ دار یا اُس کے کوئی ذمہ دار صاحب ہدایت دیں یا پھر اُس کے جانشین کو چاہیے کہ نماز جنازہ پڑھا سکے تو نمازِ جنازہ پڑھائے پھر جنازہ پر پھول ڈالیں یا پھولوں کی چادر ڈالیں اور پھر فاتحہ پڑھیں۔ پھر "منزلِ آخرت" قبر کی طرف لے جائیں قبلہ کی طرف سے اور جنازہ سرہانے رکھیں قبلہ کی طرف سے۔ ازروئے طریقہ حنفیہ اور قبر میں اُتارتے وقت یہ پڑھیں بسم اللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ علیہ ﷺ " پھر قبر میں رکھ کر چہرہ قبلہ کی طرف ہے یا نہیں دیکھ لیں! پھر قل کے ڈھیلے میت کے سرہانے سیدھی جانب رکھ دیں اور اگر سلسلہ کا شجرہ بھی قبر میں میت کے سرہانے رکھنا چاہیں تو اس کا بھی جواز ہے (بحوالہ بدعت حسنہ مصنفہ حضرت صحوی شاہ صاحبؒ میں موجود ہے) رکھ سکتے ہیں جائز ہے۔ پھر پتھر کی کڑیاں یا سیلو کے پتھر میت کے اوپر ترکس یا جس طرح آسان ہو رکھیں پھر مٹی ڈھانک دیں۔ قبر کو اور قبر کے گڑھے کی سطح سے کچھ اوپر تک مٹی کا ڈھیر کریں قبر میں اسطرح تین دفعہ مٹی ڈھکیلیں پہلی مرتبہ مٹی ڈھکیلتے وقت یہ پڑھیں منھا خلقنکم (ترجمہ) فرمانِ خداوندی ہے کہ اِس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا پھر دوسری مرتبہ مٹی ڈھکیلتے وقت اسی آیت کے تسلسل یعنی یہ پڑھیں و فیھا نعیدکم اور اسی زمین میں تمھیں لوٹا دینگے پھر تیسری دفعہ اسی آیت کا خاتمہ یہ پڑھیں ومنھا نخرجکم تارۃ اُخریٰ O پھر اسی زمین (مٹی) سے تمھیں دوسری دفعہ نکالیں گے۔ پھر تمام قبر کو ڈھانک کر آنحضورؐ کی سنت کے مطابق (پانی پر کچھ آیتیں پڑھ کر) قبر کے سرہانے سے پاؤں تک پانی چھڑکیں (اسطرح قبر میں تین مرتبہ مٹی ڈالنا اور قبر میں پانی چھڑکنے کا جواز ابنِ ماجہ کی حدیث سے ثابت ہے)

پھر قبر پر ابنِ ماجہ کی حدیث شریف کے مطابق سرہانے ایک پتھر کا نشان بھی رکھدیں پھر وہاں تلقین کریں کے اے فلاں راضی ہو جاؤ۔ اللہ کو رب، اسلام کو دین اور آنحضور سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ ﷺ کو اپنے رسول ہونے پر۔ قبر میں تین مرتبہ مٹی ڈالنا بھی حضورؐ کی سنت ہے جو کہ ابنِ ماجہ کی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ بالغرض اگر کسی کو آیت یا پڑھنا یاد نہیں تو اس صورت میں وہ سنت رسول کی اتباع میں قبر میں مٹی ڈھکیل دیں انشاء اللہ اُس کی بھی جزاء مل جائے گی۔

پھر اگر کوئی مختصر سلام پڑھنا چاہے تو پڑھ لیں پھر فاتحہ دیں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ تین مرتبہ سورہ اخلاص قل ھو اللہ احد اور تین مرتبہ درودِ شریف پڑھ کر اس کا ثواب آنحضور علیہ ﷺ کو پہونچا کر۔ اس صاحبِ مزار کو پہونچے اور اللہ سے دعا کریں۔ اللھم اغفرہ، وارحمہ وادخلہ فی الجنۃ اب آپ چاہے تو اللھم اغفرلہ یا اور پڑھے یا جو آپ مناسب سمجھیں پڑھیں یا اردو زبان میں ہی کہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو آنحضور علیہ ﷺ کے طفیل میں بخش دے اُس پر رحم و کرم ہو اور اُس کو اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرمائے آمین بحق محمد و آلہ و اصحابہ وسلم۔ پھر قبر سے چالیس قدم جاکر بھی فاتحہ دیں اور اُس کے حق میں دعائے مغفرت کریں پھر قبرستان سے باہر جاکر منہ ہاتھ دھولیں یا وضو کرلیں پھر نماز وغیرہ کا وقت ہو تو نماز پڑھ کر ہی گھر لوٹیں۔ دوسرے یا تیسرے دن زیارت کا اہتمام کریں۔ ختم قرآن رکھیں پھر دسواں، چہلم، برسی وغیرہ کرتے رہیں اور مرحوم کی قبر پختہ بنائیں اور کچھ تاریخ و توصیف لکھ کر کتبہ لگادیں۔

اکیلا ہم کو تکیے میں سلاکر چل دیئے یارو
یہ کس کی قبر ہے یہ کیسا کتبہ ہے لکھا

بڑا ناز تھا ہم کو تمہاری آشنائی کا
کہ مرگیا ہے ساجد حسرتِ جاناں لیئے ہوئے

زندگی اور موت

امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "لوگ خوابِ غفلت میں ہیں جب موت آئیگی جاگ اُٹھینگے"

حضرت سیدی پیر صحوی شاہ صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں : موت انسان سے بہت ہی نزدیک ہے۔ گویا ہر متنفس موت ہی کی گود میں کھیل رہاہے اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ آج کی طرح کل بھی زندہ رہ سکے گا۔ پس اسے چاہیے کہ وہ عبادت حق میں ہمہ دم لگارہے کہ عبادت صرف فرائض و سنت اور نوافل و ریاضت ہی کی ادائی کانام نہیں بلکہ اور جو عمل بھی خدا سے مربوط کردے اور جس عمل میں بھی رضائے حق مطلوب ہو وہ بھی حقیقتہً عبادت ہے لہذا جو وقت بھی ملجائے اسے یاد و اطاعت میں گزار دے اور آخرت کے لئے ہمیشہ مُستعِد و تیار رہے۔ مرزا انشاء فرماتے ہیں۔

"کمر باندھے ہوئے چلنے کویاں سب یار بیٹھے ہیں   بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

"موت نہ معلوم کب آئے اور زندگی نہ جانے کب ختم ہوجائے"

علامہ غالبؔ نے سچ ہی کہاہے

"رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھے تھمے   نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"

لہذا مسلمان کو ہر وقت عمل صالح کیساتھ توبہ واستغفار کی حالت میں رہنا چاہیئے۔

سُنّی طریقہ نمازِ جنازہ

نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہوجائے۔ پھر امام اور تمام مقتدی نمازِ جنازہ کی نیت کرکے دونوں ہاتھ (مثل تکبیر تحریمہ کے) کانوں تک اُٹھاکر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کے ہاتھوں کو (نماز کی طرح) ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں **سُبحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلاَ اِلٰہَ غَیرُکَ** پھر دوسری دفعہ اللہ اکبر کہیں ، اس دفعہ ہاتھ نہ اُٹھائیں پھر درود شریف پڑھیں جو درود یاد ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھیں جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ یعنی **اَللّٰھُمَّ صلّی عَلیٰ مُحَمَّدِ وَ عَلیٰ آلِ مُحَمَّد کَمَا صلَیتَ عَلیٰ اِبرَاھیمِ وَ عَلیٰ آلِ اِبرَاھِیمَ اِنکَ حَمیدٌ مَجِید اَللّٰھُمَ بَارِکْ علي مُحَمَّد وَ عَلیٰ آلِ مُحَمَّد کَمَا بَارکتَ عَلیٰ اِبرَاھیم وَعَلیٰ آلِ اِبرَاھیمَ اِنکَ حَمیدٌ مَجید**۔

پھر تیسری دفعہ اللہ اکبر کہیں (اس دفعہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں) اس کے بعد دعاء پڑھیں (اگر میت بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں **اللھم اغفرلیحنا و میتنا وشاھدنا و غائبنا و صغیرنا کبیرنا و**

ذکرنا و أنثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ۔) نابالغ لڑکے یا مجنون کے لئے یہ دعاء ہے اللھم اجعلہ لنا فرطا و اجعلہ لنا اجرا و ذخرا واجعلہ لنا شافعا و مشفعا ۔ نابالغہ لڑکی یا مجنون کی یہ دعاء ہے اللھم اجعلھا لنا فرطا و اجعلھا لنا اجرا و ذخرا واجعلہ لنا شافعۃ و مشفعۃ پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور (بغیر کسی دعاء کے) دائیں بائیں سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں پھیرا کرتے ہیں (بس نماز جنازہ ہوگئی) اگر دعا یاد نہ ہو تو " اللھم اغفرہ و رحمہ و اسکنہ کہنا بھی کافی ہے یا یہ بھی یاد نہیں تو یہ دعا کردیں کہ بطفیل حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ اسکو معاف کرے۔اُس پر رحم فرمائے اس کو برزخ میں سکون عطا کرے۔

(ماخذ نصاب اہل خدمات شرعیہ)

میت سے متعلق فرسودہ رسومات ترک کرنے کی اپیل

یہ بعض مسلمانوں کی بد بختی ہے کہ وہ دین کے نہایت اہم معاملہ میں بغیر دینی معلومات اور بغیر کسی عالم سے پوچھے غیر غلط اور فرسودہ رسومات اور بدعات پر عمل کرتے جارہے ہیں بلکہ ان غلط رسومات کو لازم اور فرض قرار دے رہے ہیں۔ مثلاً مرنے کے بعد الٹے پاؤں کرنا اور اسی حالت میں ڈولے کو اُٹھالے جانا اور زیارت تک چولھا نہ جلانا ، میت کے گھر میں آنے والا سلام نہیں کرنا، حاضری کا کھانا روٹی اور وہی کھانا، میت کا دیدار کرتے وقت پیسے ڈالنا، زیارت، دسواں اور چہلم اگر ایک ہی دن آئے تو فاتحہ نہیں کرنا اور تدفین کیلئے ایک نماز کا وقفہ دینا یہ تمام رسومات کا اسلام میں کوئی جواز نہیں۔ لہذا مسلمانوں سے خواہش ہے کہ وہ کسی سُنّی عالم دین سے صحیح معلومات حاصل کریں تاکہ گمراہی سے بچ سکیں۔

زندگی اور موت

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب ــــ موت کیا ہے ان ہی اجزاء کا پریشاں ہونا
مرگ اک زندگی کا وقفہ ہے ــــ یعنی آگے بڑھیںگے دم لے کر
(میر تقی میر)

کشتگان خنجر تسلیم را ــــ ہر زماں از غیب جان دیگر است
عجب سر یست بامعشوق مارا ــــ کراماً کاتبین راہم خبر نیست

اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہدوں ــــ وجودِ حضرتِ انساں نہ رُوح ہے نہ بدن (اقبال)

☆☆☆☆☆☆

اعلیٰ حضرت سیدی پیر صحوی شاہ صاحب قبلہؒ

کی مشہور نظم جو رمضان کے عشرہ آخر میں اکثر مقامات پر پڑھی جاتی ہے (ماخذ تطہیر غزل)
آہ کہ ۱۳۹۸ھ م ۱۹۳۸ء کا رمضان مبارک واقعی حضرت صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کا آخری رمضان تھا۔ چونکہ آپ ۱۳۹۹ھ م ۱۹۷۹ء کو واصل بحق ہوئے۔

آہ اے ماہِ رمضان الوداع والفراق

آہ اے ماہ سعادت الوداع والفراق / تیری آمد پر مسرت اور دل کو اشتیاق
تجھ سے لیکن چند گھڑیوں سے جُدا ہوتے ہیں ہم / اشکِ غم آلود سے کچھ دم میں منہ دھوتے ہیں ہم
تو ہماری بزم سے اب روٹھ کر جانے کو ہے / کیا غضب ہے زندگی یہ کیا ستم ڈھانے کو ہے
عام تھی اللہ کی رحمت تیری آمد کے بعد / ہوگئی پر کیف ہر ساعت تیری آمد کے بعد
اُن کا ہر لمحہ تیرے باعث عبادت بن گیا / بلکہ سو لینا بھی حسن صومِ طاعت بن گیا
سب مہینوں پر خدا نے تجھ کو عزت بخش دی / تیری راتوں میں سے اک شب کو فضیلت بخشدی
رات جو دس سو مہینوں سے بھی بازی لے گئی / ماہ آخر طاق شب ، اپنا پتہ کچھ دے گئی
رات وہ کہ جس میں نازل حضرتِ قرآں ہُوا / روح و جبریلؑ و ملک جسمیں اُترتے ہیں سِوا
ابتدائے روز ہی سے تیری رحمتِ عام تھی / تیری آمد اصل میں سب کے لئے انعام تھی
ہائے کتنے جانفزا پُر کیف وہ ایام تھے / نغمۂ ترویح سے بس گونجتے سب بام تھے
تیرے آنے سے زمانے بھر میں رونق ہوگئی / عزم رخصت پر ترے چھاتی ہر اک شق ہوگئی
آہ کس کس کو نہ تھا تیرے بچھڑنے کا ملال / خود حضورؐ پاک کو بھی تیرا رہتا تھا خیال
تیری آمد کا کیا کرتے تھے حضرتؐ اہتمام / ماہِ شعبان ہی سے ہوجاتے تھے مصروف قیام
اپنی بد بختی کہ ہم تیری طرف مائل نہ تھے / فضلِ حق تھا لیکن ہم سائل نہ تھے
پھر اس بخشش سے تیری کچھ نہ حصہ پالیا / سستی اعمال نے ہم کو مگر غافل کیا
استفادہ تجھ سے اے وائے نہیں کچھ ہوسکا / عُذر بھی چلتے رہے ہر وقت ایک حیلہ ہوا
کیا خبر پھر تجھ سے ملنا ہمکو ہوگا یا نہیں / تو تو آتا ہی رہے گا اور ہم ہونگے کہیں
خیر جاتا ہے تو جا لیکن رہے اتنا خیال / وہ جو ربِ دوجہاں ہے اُس سے کرنا عرض حال
یعنے خلاقِ زماں سے تو ہمارے واسطے / عرض کرنا یا الٰہی مصطفےٰؐ کے واسطے
بخش دینا اپنے بندوں کو کہ وہ عاصی جو ہیں / مغفرت بندوں کی فرمانا کہ وہ خاطی جو ہیں

نام صحوی زمانے میں بہت بد نام ہے
عفو اسپر بھی کہ تیرا لطف سب پر عام ہے

ماخذ "تطہیر غزل"
مصنفہ مولانا صحوی شاہؒ
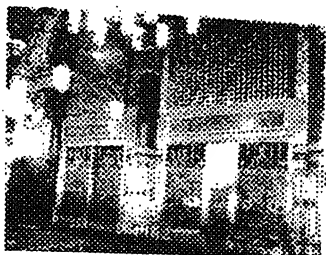
عظمتِ روضہ

(یہ نعت شریف حضورؐ کے پائین مبارک کے پاس لکھی گئی)

O

سر ترے در پہ جو رکھا تو کہوں کیا دیکھا
پستئِ خاک کو بھی عرشِ مُعلّیٰ دیکھا

طوف کرتا کبھی رُکتا کبھی بڑھتا دیکھا
پر فرشتے کو تری راہ میں پچھتا دیکھا

تیرے روضہ کے تصدق تیری جالی کے نثار
دہر میں کوئی نہ ایسا کہیں نقشہ دیکھا

بے قراری ترے دیدار میں بڑھتی ہی گئی
مثلِ سیماب ہر اک دل کو تڑپتا دیکھا

مُدعیانِ شریعت ہوں کہ توحید اُنھیں
تیری منزل پہ ہر اک گام بھٹکتا دیکھا

سرفرازانِ زمانہ کو بھی تیرے آگے
خوف کھاتا ہُوا سہا ہوا ڈرتا دیکھا

شئے نے پائی ہے نمود اور ہُوا حق کا ظہور
تیری صورت کا عجب طور تماشا دیکھا

خالقِ کون و مکاں کا بھی دُرود اور سلام
تجھ پہ ہر آن ہر اک لمحہ اترتا دیکھا

اشک آلودہ دل افسردہ سرافگندہ یہیں
ہم نے صحوؔی کو بھی پائین میں بیٹھا دیکھا

(ماخذ ۔ نذرِ مدینہ)
مصنفہ : حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ

★★★★

"بریلوی عقائد اور ہم کا اہم اقتباس"

مرتبہ : مولانا ڈاکٹر خان آفتاب سراج الدین عشقی (ممبئ) (مصنف مولانا غوثوی شاہ)

اختلافی مسائل اور ہم اہل سلسلہ (وابستگان غوثیہ کمالیہ)

پہلا مسئلہ : معزز بریلوی حضرات کا صرف اعلحضرتؒ ہی نے **سُنّیت** کو فروغ دیا اور کسی نے بھی نہیں کیا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اُن کی طرح اُن سے قبل اور اُنکے زمانے میں دوسرے بزرگوں اور علماء نے بھی "سُنّیت" کے فروغ اور پھیلانے میں بہت کام انجام دیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے معہ تواریخ حقیقت کا اظہار کردیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے **" تاریخِ سُنّیت "**)

دوسرا مسئلہ : اذاں واقامت کے موقع پر کلمہ کی انگلی کو حرکت دینا ہمارے ہاں جائز نہیں۔ چونکہ ایسا کرنا صرف نماز کے قعدہ میں **اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشہدان محمد عبدہ و رسولہ** کے موقع پر جائز ہے۔ قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ اور آئمہ اربعہ (چار آئمہ) کی کسی بھی کتاب میں نہیں لہذا ہمارے اہل سلسلہ ایسی حرکت نہ کریں۔

تیسرا مسئلہ : جمعہ کے دن اذانِ ثانی منبر کے روبرو دینا چاہیے۔ اس تعلق سے ایک سو تیس سالہ سُنّی جامعہ نظامیہ کے بانی حضرت اعلیٰ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحبؒ (متوفی 1918ء) نے اپنی ایک کتاب القول الاظہر (**فیما یتعلق بالاذان عندالمنبر**) میں لکھا ہے کہ "اذانِ ثانی یوم جمعہ فقہ حنفی کی روسے اِمام کے سامنے داخل مسجد قریب منبر ہونا چاہیے۔ جیسا کہ آج تمام عرب و عجم شرق و غرب ہند و چین روس و روم میں اذانِ ثانی داخل مسجد ہورہی ہے اور حضورؐ نے فرمایا کہ **ماراہ المومنون حسنا فھو عنداللّٰہ حسنا** ۔ یعنی جس بات کو مسلمان (متفقہ طور پر) اچھا سمجھیں وہ عمل اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ معزز بریلوی حضرات حدیث نبویؐ **لا یُوذِنُ فی المسجد** یعنی مسجد میں اذاں نہ دی جائے کا استدلال پیش کرتے ہیں تو آج اس الکٹرانک دور میں خود بریلوی حضرات کی مساجد میں پنجوقتہ نماز کے لئے جو اذائیں لاوڈ اسپیکر کے ذریعہ دی جاری ہیں۔ وہ سب داخل مسجد ہی ہیں سوائے جمعہ کی اذان ثانی کے جو صحن مسجد میں دی جاتی ہے۔ الحاصل آنحضور ﷺ کے زمانہ مبارک سے آج تک جمعہ کی اذان ثانی منبر کے روبرو دی جارہی ہے جیسا کہ بانی جامعہ نظامیہ نے فتویٰ دیا ہے۔ اور جیسا کہ آج سارے مسلم ممالک میں رواج ہے اس تعلق سے ہماری کتاب **تاریخ سُنّیت** میں تفصیل کے ساتھ جمعہ کے دن اذان ثانی منبر کے پاس دینے کا جواز ہے۔ (اُسکو پڑھیئے)

ہمارے اہل سلسلہ جمعہ کے دن اذانِ ثانی کو منبر کے پاس ہی دیں اور اگر کوئی بضد ایسا کررہا ہے تو لڑائی جھگڑے سے بچے رہیں اور مسجد میں مسجد کے آداب کو پیش نظر رکھیں۔ خطبہ جمعہ سے پہلے فاتحہ پڑھنا ہمارے ہاں جائز نہیں۔ جیسا کہ (بماہ اپریل 2002ء) بلھاری کرناٹک کی ایک مسجد میں ایک امام صاحب کو ایسا کرتے دیکھا گیا۔

حالانکہ ہم فاتحہ کے قائل ہیں اور روبرو کھانا رکھکر ہی فاتحہ دیتے ہیں اور حلقہ ذکر یا تقریر کے اختتامی مواقعوں پر یا نماز کے بعد دعا کرنے کے موقعوں پر فاتحہ پڑھی جاسکتی ہے (مگر زبردستی سے نہیں) اللہ تعالیٰ نے دین کو آسان فرمایا ہے۔ ویسے بھی اللہ نے شدت اور غلو کے درمیان کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے
واقصد فی مشیك واغضض من صوتك ان انکرا لاصوات لصوت الحمیر (۲۱/۱۱) (مسلمانو!) اپنی چال میں اعتدال کئے رہو اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھو اسی لئے سب آوازوں میں بُری اور گلے پھاڑنے والی آواز گدھے کی ہے۔ لہذا ہمارے اہل سلسلہ گلے پھاڑ کر تقریر نہ کریں ہاں بغیر گلے پھاڑ کر بلند اور گرج دار آواز میں تقریر کرنا جائز ہے۔ تاکہ دُور بیٹھے ہوئے لوگ بھی تقریر اور وعظ کو سُن سکیں۔

چوتھا مسئلہ " جنازے کی نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھ چھوڑنا " ایسا عمل بھی ہمارے ہاں کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں۔ لہذا نماز جنازہ میں دو۲ سلام پھیر کر ہی باندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں ۔ چونکہ دو۲ سلاموں کے پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

پانچواں مسئلہ " قبر پر اذاں دینا " ہمارے ہاں اہل سنت والجماعت کے پاس قبر پر اذاں دینا جائز نہیں ۔ اگرچیکہ بعض حضرات نے قبر پر بعد دفن اذاں دینا جائز بتایا ہے مگر کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہیں کیا اُسکے اثبات میں صرف اذان کی فضیلت اور فضائل بتا دیئے گئے ہیں۔ واضح باد کے صحاحِ ستہ کی احادیث یا اور دوسری کسی قبیلِ حدیث میں کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ آنحضورؐ نے قبر پر اذاں دی ہے یا اذاں دینے کے لئے کہا ہے یا کسی صحابیؓ نے ایسا کیا ہے یا چار آئمہ دین نے ایسا کیا ہے یا کہا ہے ثم واضح باد کہ ہمارے اہل سلسلہ میں سے بعض مریدین یہ کہتے ہیں کہ قبر میں مردہ کو دفنانے کے بعد سوال وجواب ہوتے وقت شیطان بھٹکاتا ہے اسی لئے اذاں دینے سے وہ شیطان بھاگ جاتا۔ میرے سلسلہ کے بھائیو! زندگی میں ہزاروں اذائیں سننے کے بعد بھی اُس مرنے والے کی شیطانیت نہیں گئی اب مرنے کے بعد کیا وہ اذان سے بھاگے گا ہاں مرنے سے قبل نزع یا کوما کی حالت میں شیطان ضرور بھٹکاتا ہے اور جسکو اللہ محفوظ رکھے وہ بھٹکتا بھی نہیں اور انسان کے گذرنے (مرنے) کے بعد تو شیطان کا انسان سے تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے چونکہ حدیث کی روشنی میں جب انسان ختم ہو جاتا ہے تو اُس کا نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے لہذا وہاں شیطان بھٹکانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا ہاں اُس گزرنے والے کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے سے انشاء اللہ میت کو فائدہ ضرور ہوگا اور وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہیگا جیسا کہ احادیث نبویہؐ سے ثابت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ فِی الْجَنَّةِ ۝

چھٹواں مسئلہ اب رہی یہ بات کہ معزز بریلوی حضرات کا بعض مقامات پر مسجدوں پر مسجد رضا لکھ کر لگانا یہ کیسا ہے ؟ تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مکمل طور پر بریلوی حضرات کی آماجگاہ ہے تو اُنکے عقائد کے لحاظ سے وہ درست ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں جس مسجد میں اور بھی دوسرے سلاسل کے سُنّی بھائی نماز کے لئے آتے جاتے ہوں اور اُنکا سلسلہ الگ ہو یا اور بھی دوسرے لوگ آتے ہوں ایسی صورت میں مسجدوں کو ایسے نام دیئے جائیں جو کسی بھی ایک گروہ سے وابستہ نہ ہوں۔ جیسے مسجد ابو بکر صدیقؓ یا مسجد سیدنا عمرؓ یا مسجد سیدنا عثمانؓ یا مسجد سیدنا علیؓ رکھیں۔ یا حضرت غوث الاعظمؒ کے نام سے مسجد غوثیہ رکھیں یا حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ کے نام سے مسجد خواجہ غریب نوازؒ رکھیں بہر حال کسی بھی نام سے رکھیں۔ اُس پر مسجد اہل سنت والجماعت لکھا ہونا ضروری ہے تاکہ کسی بھی سلسلہ کی مخالفت کا باعث نہ بنے ورنہ ہر سلسلہ والا ایک

ہی محلہ میں دس دس مسجدیں بنائیگا اور ایسا عمل اور ایسی علٰحدگی اللہ اور اُسکے رسول ؐ کو پسند نہیں آج مسلمانوں میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے اگر ایسے ہی ہم لڑتے جھگڑے رہیں گے تو ہماری **سُنّیت** کہاں برقرار رہیگی۔ چونکہ ہم اللہ اور اُسکے رسول ؐ پر ایمان لائے ہیں اور جو آدمی اللہ اور اُسکے رسول ؐ کے احکام کے خلاف عمل کرتا ہے تو وہ **سُنّی** کہاں رہیگا۔ جیساکہ حضور ؐ نے فرمایا کہ مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے افسوس ہے اُن بعض مسلمان بھائیوں پر کہ علماء یا اپنے مرشدوں کی باتوں کو تو اہمیت دے رہے ہیں۔ مگر اللہ اور اُسکے رسول ؐ کے خلاف عمل کررہے ہیں **ان للّٰہ و انا الیہ راجعون** O

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعثِ رُسوائی پیغمبرؐ ہیں (اقبالؔ)

ساتواں مسئلہ : اب رہی بات پانچویں مسلک ، مسلکِ رضا کی ! اُس کا جواب یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا **تلزم جماعة المسلمین و اِمامهم** یعنی تم پر لازم ہے کہ تم مسلمانوں کی بڑی جماعت اور اُس کے امام کی اطاعت کرو (رواۃ تجرید البخاری) چنانچہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی ہدایت کے لئے اللہ نے چار ۴ اماموں کو اولی الامر کی حیثیت دی ہے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ حضرت سیدنا امام مالکؒ، حضرت سیدنا امام شافعیؒ، حضرت سیدنا امام حنبلؒ، یہ چار آئمہ اہل سنت والجماعت کے ائمہ دین ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے ہم حنفی اہل سنت والجماعت کے اِمام اِمام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ ہجری) ہیں جنکے ماننے والوں کی تعداد آج دنیا میں ستر ۷۰ فی صد ہے باقی دوسرے تین مسلکوں کے آئمہ کے ماننے والے ہیں۔ اور باقی غیر مقلد فرقے ہیں۔ **اما بعد** ! مشہور محدث اعظم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب **عقد الجید** میں فرماتے ہیں۔ مسلمانو! جان لو تم کہ ان چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مسلک کو اخذ کرنے میں اُس کی تقلید کرنے میں بڑی مصلحت کا راز یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی **سُنّت** کو ضائع ہونے سے بچالیا اور چار مسلکوں کی شکل وصورت میں محفوظ کردیا۔ اسی طرح حضرت اِمام طحاویؒ نے فرمایا کہ اے مومنو تم پر ناجی فرقہ بنام اہل سنت والجماعت کی اتباع لازم ہے اور یہ بات سچ ہے کہ چار مسلک حنفی شافعی، مالکی اور حنبلی حق پر ہیں اور جو اِن سے خارج ہوا وہی بدعتی اور اہلِ دوزخ سے ہے۔

پس ان مُستند حوالوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ اہلِ سنت والجماعت کے صِرف چار مسلک ہیں۔ کیوں نہو کہ اللہ کے اور محمد ؐ کے حروف بھی چار ہیں اور ملائکہ چار ، خلفاء راشدین بھی چار ہیں اور اہل سنت والجماعت کے آئمہ بھی چار ہیں۔ اور اِن ہی اعتبارات کو لیا ہوا ہمارے شہر حیدر آباد میں چار مینار ہے

برادرانِ طریق ! خود فاضل بریلوی اعلحضرت حضرت احمد رضاخاں صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ اعلی اللہ مقامہ بھی حنفی المسلک سے تھے اور کبھی بھی اپنا الگ مسلک قائم نہیں کیا ۔ لہذا ہم اہل سلسلہ اپنا علٰحدہ پانچواں مسلک نہ بنائیں۔ وہ اسلئے کہ بڑے بڑے ائمہ و محدثین حتی کہ حضرت امام بخاریؒ ، حضرت امام مسلمؒ اور حضرت سیدنا غوث اعظمؒ اور حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہ نے بھی اپنا علٰحدہ مسلک قائم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو نیک توفیق کیساتھ ہدایت عطا فرمائے تاکہ ہم صراط مستقیم پر چل سکیں ۔ آمین۔ بحق سیدنا محمد وآلِ سیدنا محمد بارک وسلم بروح اعظم وپاکش درودِ لا محدود

اثر کرے نہ کرے سُن تو لے میری فریاد
نہیں داد کا طالب یہ بندہ آزاد

اللهم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد بارك وسلم

قبر میں اذاں دینا جائز نہیں
اور نہ ہی قبر میں شیطان بھٹکاتا ہے

بعض لوگ ان احادیث ذیل سے قبر میں شیطان کے بھٹکانے کا استدلال کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمرؓ نے اُنکی لڑکی کو قبر میں اتارتے وقت یہ کہا" **بسم اللہ و فی سبیل اللہ ۔ اللھم اجرھا من الشیطان و عذاب القبر** "مگر وہ صاحب **فی سبیل اللہ** کے بعد (**و علیٰ ملۃ رسول اللہ**) لکھنا شائد بھول گئے۔ صرف ترجمہ لکھدیا گیا اور ترجمے میں بھی اِس طرح گڑبڑ کی گئی کہ جب اینٹیں قبر پر درست کرنے کی بجائے اُنھوں نے مٹی کا لفظ استعمال کیا۔ خیر افہام و تفہیم کے لئے ایسا لکھا بھی جاسکتا ہے پھر وہ صاحب معترض نے دوسری دلیل میں حکیم ترمذی کی روایت کو پیش کیا **اللھم اعذہ من الشیطان الرجیم** ۔ یعنی اے اللہ تو اُسے شیطان مردود سے بچا○ اِسی طرح وہ صاحب نے تیسری دلیل ابن ابی شیبہ کی پیش کی ۔

حضرت خیشمہؓ سے روایت ہے کہ ۔۔۔۔بزرگان دین میت کو قبر میں اتارتے وقت **بسم اللہ و فی سبیل اللہ ۔ اللھم اجرہ من عذاب القبر و من عذاب النار و من شر الشیطان الرجیم** ○ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ملت رسول اللہ پر اے اللہ تعالیٰ (اس میت) کو محفوظ رکھ عذاب قبر سے عذاب جہنم سے اور شر شیطان رجیم سے ○ یہ کلمات کہنا پسند کرتے تھے ○ چوتھی دلیل حکیم ترمذی "نوادر الاصول" کے حوالہ سے کہا گیا کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب مردے سے یہ سوال ہوتا ہے کہ "من ربک" تو شیطان ایک مخصوص شکل میں آکر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کہہ دے مَیں تیرا رب ہوں۔ الحاصل یہ تو رہے وہ صاحب معترض کے دلائل ○ (آخر اِن احادیث کا کس نے اور کہاں انکار کیا ہے ؟ اُسکا حوالہ ضروری ہے)

برادرانِ اسلام ! ان متذکرہ احادیث میں یہ کہیں بھی لکھا ہوا نہیں کہ میت کو شیطان بھٹکاتا ہے۔

صرف ان متذکرہ احادیث میں ان اصحابؓ نے نہ قبر میں اذاں دی اور نہ کسی کو اذاں دینے کہا بلکہ اُنھوں نے قبر کے عذاب سے اور شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور شر کے معنی برائی یا بدی کے ہیں۔ اور جبکہ ضَلِّل کے معنی بھٹکانے Mislead کرنے کے ہیں۔

لہذا ان احادیث متذکرہ سے یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا ہے کہ میت کو شیطان بھٹکاتا ہے یا کسی بھی صحاح ستہ یا اور دوسری کسی بھی قبیل احادیث میں یہ لکھا ہوا نہیں کہ حضورؐ نے یہ کہا ہے کہ قبر میں میت کو شیطان بھٹکاتا ہے۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ کا بیان حدیث نہیں ویسے بھی کسی حدیث پر عمل نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اُس سے انکار ہے جیسے بخاری و مسلم کی کئی ایسی احادیث صحیحہ ہیں جس پر ہمارا عمل نہیں جیسے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا یا نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا وغیرہ الحاصل کسی بھی حدیث نبویؐ

میں یہ صراحت نہیں ہے اور نہ آئمہ اربعہ میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ "میت کو شیطان بھٹکاتا ہے" بالفرض معترض ہی کی بات کو معترض ہی کے ماننے والے مان بھی جائیں تب بھی قبر میں اذاں دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چونکہ اُن ہی معترض کے مطابق صحابہؓ نے میت کے حق میں شیطان کے شر سے پناہ مانگی ہے لہذا اُنھیں اُسی سنت کے مطابق چلنا چاہیئے نہ کہ نئی نئی بدعتیں ایجاد کرکے فتنہ و فساد کا باعث بنیں۔ ہم حنفی سُنّی مسلک کے لوگ اِس بات کے قائل ہی نہیں کہ میت کو شیطان بھٹکاتا ہے چونکہ سوال وجواب کا تعلق عالمِ مثال سے ہے اور قبر سے مراد ہی عالم مثال ہے۔ جہاں شیطان کی پہنچ ناممکن ہے

چنانچہ حضرت مولانا شبلیؔ نعمانیؒ نے اپنی معرکتہ الآرا تصنیف سیرت النبیؐ میں لکھا ہے کہ قبر درحقیقت وہ خاک کا تودہ نہیں ہے کہ نیچے کسی مردہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں بلکہ وہ عالم ہے جس میں یہ مناظر پیش آتے ہیں اور وہ ارواح و نفوس کی دنیا ہے مادی عناصر کی دنیا نہیں۔ اسی لیئے قرآن نے اس عالم کے تعلق سے ہمیشہ نفس اور نفوس کو خطاب کیا ہے جیسے **یا ایتها النفس المطمئنه** اور ان ہی کے عذاب و ثواب اور رحمت ولعنت کا ذکر ہے اِس عالم میں جو جسم نظر آتا ہے وہ مرنے والے کے اعمال کا مثالی پیکر ہوتا ہے جو ہو بہو Same As It is اُس کے خاکی جسم کا مثنٰی Ditto ہوتا ہے۔ مثلاً ہم اپنے بستر پر نیند میں ہیں اور آرام سے سو رہے ہیں مگر ہم یہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ (خدانخواستہ) ہم آگ میں جل رہے ہیں تو اس کا اثر ہمارے جسم پر بھی پڑ رہا ہے اور ہم باوجود آرام و آسائش کے ایرکنڈیشن میں ہونے کے ہم پریشان ہوتے جارہے ہیں اور ہماری پیشانی پر پسینہ آتا جارہا ہے اسی طرح ہم خواب میں دیکھتے ہیں کہ باغ و بہار کی لذتوں میں مصروف ہیں۔ جبکہ ہم اپنے ہی گھر میں موجود ہیں مگر ہم اپنے جسم میں آرام وراحت پاتے ہیں اور ہمارا چہرہ نیند ہی کی حالت میں مسکرانے لگتا ہے حضرت سیدی ووالدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے اس عالم کو "عالم مثال" کہا ہے جسکو عالم برزخ بھی کہتے ہیں جو کہ مادّہ اور مادیات سے پاک ہے تاہم اس کو اپنے جسم خاکی سے ایک قسم کی نسبت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اُسی نسبت کی بناء پر قبر یا مزار (Grave) کی اصطلاح عام بول چال میں جاری ہے جیسے ہم اپنی آنکھوں سے مسلمان مُردوں کو اُسی اصطلاحی قبر میں جاتے دیکھتے ہیں قرآن کہتا ہے (سورۃ انفال ۷) "اور اگر تم دیکھو کہ جب فرشتے کافروں کی روح کو قبض کرتے ہیں (اور) مارتے ہیں اُن کے منھ اور پیٹھ پر اور (کہتے ہیں) چکھو جلنے کا مزہ۔"

اِس آیت سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ گنہگاروں پر موت کے بعد ہی سے عذاب شروع ہوجاتا ہے اور مار اُن کے منھ اور پیٹھ Back پر پڑتی ہے مگر یہ منھ اور پیٹھ وہ نہیں ہے جو بے جان لاشہ کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اِسی طرح قرآن میں یہ آیت بھی بڑی غور طلب ہے **اُغرِقُوا فادخلُو ناراً فَکمْ یَجدُوا لَهُمْ مِن دونِ اللهِ** (نوح۔۲) (بظاہر) (قوم نوحؑ) پانی میں ڈبو دی گئی پھر وہ آگ میں داخل کیئے گئے تو اُنھوں نے خدا کے سوا کسی کو مددگار نہیں پایٔے)

اس آیت میں سمندر کا پانی اُن کے جسموں کیلیئے "قبر" ہوا اور لازمی ہوا کہ بڑی چھوٹی مچھلیوں کی غذاء بھی وہ بنگئے ہونگے مگر قرآن اُنھیں یہ کہہ رہا ہے کہ وہ پانی میں ڈبو دیئے گئے پھر وہ آگ میں داخل کیئے گئے معلوم ہوا کہ یہ آگ والا معاملہ "عالم مثال" کی دوزخ کا ہے اِسی طرح نیک لوگوں کے تعلق سے قرآن

لکھتا ہے کہ **الذین تتوفاھم الملکة** ---- **بما کنتم تعلمون** ---------- جنکو فرشتے (گناہوں سے) پاک وصاف حالت میں وفات دیتے ہیں کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو اپنے کاموں کے بدلہ جنت میں چلے جاؤ O (نحل ۔ ۴) اور احادیثِ نبویہؐ کی روشنی میں اُنکو قبر ہی میں جنت کی کھڑکی کے ذریعہ جنت دکھادی جاتی ہے کہ تمہیں یہیں جانا ہے۔ جبکہ ظاہری "قبر" یا مزار میں ایسی کوئی کھڑکی نظر نہیں آتی۔

الحاصل قبر سے مراد عالم مثالؔ ہی ہے جہاں سوال وجواب ہوتا ہے چونکہ یہ قبر میت کا مقامِ آرام ہے اسی لئیے اُسی کے مطابق وہاں فاتحہ دی جاتی ہے اور قبر پر پھول چڑھائے جاتے ہیں تاکہ اُس کی روح کو تسکین وراحت ہو اور احادیث نبویہؐ میں دعا بھی اسی بات کو پیش نظر رکھکر کی جاتی ہے **اللھم اغفِرلَهُ وارحمه و اعفُ عنهُ و اَدخِلهُ الجَنّة** O (مسلم) ہماری اس تفصیل کا مقصد یہی کے وہاں جہاں فرشتے سوال وجواب کرتے ہیں شیطان پہونچ ہی نہیں سکتا تو وہاں اُسکے بھٹکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف دُعائی کلمات وہاں پہونچتے ہیں اور اللہ اُن کلماتِ دعا کو سننے والا ہے۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا تیرے مرکز کے وجود سے مگر دور رہتا ہے
اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہدوں وجودِ حضرت انسان نہ روح ہے نہ بدن
(اقبالؒ)

" فقہ حنفی کی رُو سے اذاں دینا میت کو قبر میں نہ اتارتے وقت مسنون ہے اور نہ ہی اُترنے کے بعد ۔ اور شوافع کے پاس بھی یہی حکم ہے چنانچہ علامہ ابن حجر شافعیؒ نے بھی اسکو بدعت کہا ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی ۔ جلد اول ۔ ص ۶۶۰)

اِسی متذکرہ فتویٰ کے مطابق حضرت اعلیٰ سیدی مولائی حضرت مولانا غوثوی شاہ صاحب قبلہ کا ایک بیان بعنوان "قبر میں اذاں دینا جائز نہیں" بتاریخ 16 جولائی 2002ء رہنمائے دکن میں چھپ چکا ہے پھر اُسی رہنمائے دکن میں 15 جولائی 2002 ء کے آپکے شرعی مسائل میں "پھر وہ صاحب نے گستاخانہ انداز میں " قبر میں وجود شیطان " کا عنوان غلط دیکر اپنے شر کو خیر کے لباس میں پیش کیا ہے۔

چنانچہ وہ صاحب نے "بریلوی عقائد اور ہم" میں حضرت اعلیٰ سیدی مولانا غوثوی صاہ صاحب قبلہ مدظلہ کے لکھے گئے الفاظ کو نقل کرتے ہوئے لکھا کہ ۔ ایک صاحب (یعنی غوثوی شاہ) کا کہنا ہے کہ مرنے کے بعد تو شیطان کا انسان سے تعلق بالکل ختم ہوجاتا ہے چونکہ حدیث کی روشنی میں جب انسان ختم ہوجاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال بند ہوجاتا ہے لہذا وہاں شیطان بھٹکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ کیا یہ بات درست ہے ؟ (یہاں سے وہ معترض صاحب کے خیالات کا اِسطرح اظہار ہوتا ہے) جی ہاں یہ بات درست ہے کہ شیطان میت کو بھٹکاتا ہے اور اس بات پر کتب احادیث میں کئی احادیث موجود ہیں۔ جو حضرات ان احادیث کا انکار کرتے ہیں یا تو وہ ان احادیث سے واقف نہیں ہیں یا منکرین حدیث کے طبقہ سے ان کا تعلق ہے اہل علم پر یہ احادیث خوب روشن ہیں۔

☆☆☆☆

مسائل عقیقہ

اخذ وترتیب : مولانا غوثوی شاہ ماخذ : اہلِ خدماتِ شرعیہ

۱۔ (اصطلاح شرع میں) بچہ پیدا ہونے کے بعد (اس کے سر سے بال اتار کے) جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔

۲۔ عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض رہن ہے (اس سے عقیقہ کی تاکید ثابت ہوتی ہے کیوں نہ ہو کہ عقیقہ بچہ اور ماں باپ دونوں کے حق میں یکساں مفید اور باعث خیر و برکت ہے)۔

۳۔ عقیقہ پیدائش سے ساتویں دن کرنا چاہیے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن یا جب ممکن ہو کریں (لیکن ساتویں دن کا لحاظ رکھیں۔ مثلاً پیدائش جمعہ کی ہو تو جب عقیقہ کریں جمعرات کے دن کریں اور اگر جمعرات کی ہو تو چہار شنبہ کے دن۔ اسی طرح آخر تک) اس کے لئے عمر کی قید نہیں البتہ ساتویں دن سے قبل کرنا درست نہیں ہے۔

۴۔ لڑکی کا عقیقہ ایک بکرے سے اور لڑکے کا دو بکروں سے کرنا چاہیے اگر کسی میں دو بکروں کی قدرت نہ ہو تو ایک بکرا بھی کافی ہے۔

۵۔ عقیقہ کا بکرا ایک برس کی عمر سے کم یا عیب دار نہیں ہونا چاہیے نیز جو شرائط و اوصاف قربانی کے جانور میں ضروری ہیں وہی عقیقہ کے جانور میں ہونے ضرور ہیں۔ (تنبیہ) عقیقہ کے جانور میں نر و مادہ کی خصوصیت ہیں۔

۶۔ عقیقہ کا جانور بچہ کا باپ خود ذبح کرے تو بہتر ہے ورنہ چچا، دادا یا جو چاہے ذبح کرے۔ ذبح کے وقت یہ دعا پڑھے **اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَةُ ابْنِیْ (فلاں) دَمُھَا بَدَمِہٖ وَ لَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَ عَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَ جِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَ شَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ ، اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِابْنِیْ مِنَ النَّارِ** ۔ پھر **بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کے ذبح کرے (تنبیہ) اگر لڑکے کا باپ ذبح کرے تو لفظاً لفظاً یہ دعا پڑھے البتہ لفظ فلاں کی جگہ لڑکے کا نام لے اور اگر لڑکی ہو تو ابنی کے بجائے بنتی کہے اور مذکر ضمیروں کی جگہ مونث ضمیریں کہتا جائے اور اگر کوئی اور شخص ذبح کرے تو فلاں کی جگہ فلاں ابن فلاں کہے (یعنی بچہ کا اور بچہ کے باپ کا نام لے) اور **تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ** کی جگہ **تَقَبَّلْھَا مِنْہُ** اور **فِدَاءً لِابْنِیْ** کے بجائے **فِدَاءً لِابْنِہٖ** اور لڑکی کیلئے بنتی کے بجائے

فلاں بنت فلاں کہے اور مونث ضمیر استعمال کرے۔

۷۔ جب عقیقہ کا جانور ذبح کر چکیں تو بچہ کے سر سے بال اتاریں اور سر پر زعفران یا صندل یا اور کوئی خوشبودار چیز ملیں اور بالوں کو سونے یا چاندی سے تول لے کر زمین میں دفن کر دیں اور سونا چاندی خیرات کر دیں (حجام کو اجرت میں نہ دیں بلکہ اس کو علحدہ کچھ دیدیں) پھر اسی دن بچہ کا نام رکھیں (یا پیدائش سے ساتویں دن نام رکھنا سنت ہے)

۸۔ عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں (ان میں سے) ایک حصہ فقیروں اور محتاجوں کو دیا جائے۔ باقی دو حصے آپ کھائیں اور اپنے عزیزوں و ہمسایوں میں (کچا خواہ پکا کے) تقسیم کریں (عقیقہ کے گوشت میں حجام یا دائی کا شرعاً کوئی حق مقرر نہیں)۔ (تنبیہ) قربانی اور عقیقہ دونوں کا حکم یکساں ہے۔ پس جس طرح قربانی کا گوشت صاحب قربانی کھا سکتا ہے۔ اس طرح عقیقہ کا گوشت ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی سب کھا سکتے ہیں (کوئی شرعی ممانعت نہیں)

۹۔ عقیقہ کھال کسی فقیر کو خیرات کریں یا گھر کے استعمال میں رکھ لیں۔

۱۰۔ عقیقہ کے گوشت یا کھال کا قصاب کو اجرت میں دینا درست نہیں۔

۱۱۔ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں (پس گوشت کے کاٹنے میں ہڈی نہ ٹوٹنے کی رعایت ضروری نہیں)

۱۲۔ عقیقہ کی کھال یا سرے پایوں کا دفن کرنا درست نہیں۔ خود رکھ لیں یا تقسیم کر دیں یا بیچ کر کسی غریب کو پیسے دیدیں۔

ضمیمہ جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔ اذان و اقامت کے بعد کھجور یا شہد یا اور کوئی میٹھی چیز (جس کو آگ کا اثر نہ پہنچا ہو) کوئی بڑا بوڑھا گھر والا اور کوئی دیندار اپنے منہ میں چبا کے بچہ کے منہ کے اندر اور سر کی تالو میں لگائیں۔ پھر ساتویں دن عقیقہ کرے اور اسی دن بچہ کا نام رکھے۔ یا پھر مجبوراً جس دن سہولت ہو عقیقہ کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

۸۶ـ۷۹۲ء اَلاَ لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِین (قرآن) ظالموں پر خدا کی لعنت ہے

جوازِ لعنت بر یزید لعنۃ اللہ علیہ

از : مولانا غوثوی شاہ

یہ ظلمت و نور کا تصادم ازل سے جاری ہے زندگی میں یزید شمعیں بجھا رہا ہے حسینؓ شمعیں جلا رہے ہیں

آنحضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیھم السلام کے تعلق سے فرمایا تھا کہ **انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالھم** جو شخص ان لوگوں سے لڑے گا میں بھی اُس بد بخت سے لڑونگا اور جو ان سے صلح کرے میں بھی اس سے صلح کرونگا۔ اب بتایئے کہ حضرت حسینؓ کو قتل کرنے والا آنحضور صلعم کے اعلان جنگ سے کیا بچ گیا ہے ؟ ہرگز نہیں اس پر قیامت تک ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ خدا اور اس کے رسولؐ کی اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت پڑتی رہے گی۔

قرآن مجید میں ہے کہ **وَاللہُ لاَ یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰئِکَ جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃَ اللہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِین** ○ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا اُن لوگوں کو سزا یہ ہے کہ اُن پر خُدا کی لعنت اور فرشتوں کی اور انسانوں کی سب کی لعنت ہے ○ اور دوسرے مقام پر اللہ نے واضح انداز میں ظالموں پر لعنت بھیجی ہے **اَلاَ لَعْنَۃَ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِینَ** آگاہ ہو جاؤ کہ ظالموں پر خدا کی دھتکار اور لعنت ہے اور ایک مقام پر اللہ نے **لَعْنَۃَ اللہِ عَلَیْہِ** کہا ہے اور یہ کون نہیں جانتا کہ یزید ظالموں میں سے تھا بلکہ ظالموں کا لیڈر تھا اللہ اُس پر لعنت بھیجے۔ لعنت سے متعلق قرآنی جوازات کے بعد ہم انشاء اللہ تعالیٰ احادیثِ نبویہؐ کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

احادیث نبویہ اور جوازِ لعنت بر یزید

○ طبرانی کی ایک حدیث آنحضورؐ نے فرمایا : "خدا یزید کا برا کرے" (طبرانی) اور "ابن شیبہ" کی حدیث میں وارد ہے کہ آپؐ نے فرمایا "خدا یزید کا بھلا نہ کرے" اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "میرے دین کو سب سے پہلے یزید اموی بگاڑے گا۔ (بیہقی) اور ابو یعلی نے روایت کی کہ آنحضورؐ نے فرمایا "سب سے پہلے بنو اُمیہ کا ایک شخص یزید میرے دین میں رخنے پیدا کرے گا۔"

○ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؒ نے اُن سے پوچھا کہ یزید پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے انھوں نے جواب دیا کہ " میں کیسے اس شخص یزید پر لعنت نہ کروں جس پر خدا نے لعنت کی ہے۔" اور اس کے ثبوت میں انھوں نے یہ آیت پڑھی۔ **فھل عَیَستُم ان تولیتم ان تفسدو فی الارض و تُقطّعِوا اَرحامکم اولئك الذین لعنھم اللہ** (سورہ محمدؐ۔ آیت ۲۲۔ ۲۳) ترجمہ : پھر تم سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ تم فرمابردار ہو گئے تو زمین پر فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کرو گے ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ یہ آیت پڑھ کر حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا : اس سے بڑا فساد اور اس سے بڑی قطع رحمی اور کیا ہو گی جس کا ارتکاب خود یزید نے کیا کہ اُس سے غلطی ہو گئی۔ اگرچہ کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے نہ کیا مگر اس کا اصل ذمہ دار تو وہی ہے

(الخ ... ۸۵ ، ۲۳۳)

یزیدُ الظالمین اِلاخسارا ○ لعنۃُ عَلی الظالمین (قرآن)

لعنت بر یزید کا ایک اور جواز

○ حضرت سیدنا امام حسن بصریؒ جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہء خاص تھے اور سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے مرجع و مرکز ہیں آپ نے ایک شخص کو چند سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں اور اہل شام (یزیدیوں) سے راضی رہوں؟ خدا اُن یزیدوں کا ناس کرے کیا وہی نہیں ہیں جنھوں نے رسول اللہ علیہ کے پیارے نواسے کا قتل کیا اور ان کے حرم پاک مدینہ منورہ (جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے) اس کو (اپنی بد کرداری) سے حلال کیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا بیدردی سے قتل عام کیا اور وہاں دیندار خواتین کی عزتیں لوٹی گئیں حتی کہ ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہوگئیں۔ جس کو تاریخ اسلام نے واقعہ "حرہ" (یعنی آزادی کا نام دیا ہے) پھر یزیدی "بیت اللہ" پر چڑھ دوڑے اس پر سنگ باری کی اور اس کے مقدس غلاف کو آگ لگائی اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کر کے بازار میں تین دن تک لٹکادیا، ان یزیدوں پر اللہ کی لعنت ہو اور وہ برا انجام دیکھیں۔ (ماخذ ابن الاثیر ج ۴۔ ص ۱۷)

جو جید علمائے اسلام جواز لعنت بر یزید کے قائل ہیں ان میں ابن جوزی، قاضی ابو العلی علامہ جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ کے علاوہ حافظ ابن کثیر بھی ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے حضور اکرمؐ کی وہ احادیث جس میں حضرت اِمام سیدنا حسین علیہ السلام کی فضیلت مرقوم ہے اس کی بنیاد پر یزید کی لعنت کو جائز رکھا ہے مشہور خلیفہ اسلام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے "امیر المومنین یزید" کے الفاظ استعمال کیے تو آپؒ نے سخت ناراض ہو کر اس سے فرمایا "تو یزید کو امیر المومنین" کہتا ہے اس کی سزا بھگت چنانچہ آپ نے اس کو بیس کوڑے لگائے۔ (ماخذ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۱) معلوم ہوا کہ یزید ہر زمانہ میں لعین ولعنت کے قابل متصور رہا ہے حضرت مولانا رومؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ نے بھی اپنے اشعار میں یزید پر تنقید کی ہے پس ان تمام حوالوں و حدیثوں سے یزید پر لعنت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ویسے بھی ہمارا تقاضائے ایمان یہی ہے کہ ہم حضرت سیدنا اِمام حسینؓ کی طرفداری کریں اور " طرفداران حُسینؓ" میں اپنا نام لکھالیں تاکہ آنحضورؐ کی چشم کرم ہم پر مرکوز ہو جائے وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے اپنے ساتھیوں بشمول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے کہیں چہل قدمی کر رہے تھے راستے میں ایک چھوٹے سے لڑکے کو دیکھا اور اُسکو گود میں لیکر اُسکی پیشانی کا بوسہ لیا صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان یہ کیا معاملہ ہے تب۔ آپؐ نے فرمایا کہ "یہ لڑکا ایک دن میرے حسینؓ سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا"۔ یعنے "چاہنے والے کو بھی چاہا جاتا ہے"۔

برادران اِسلام دیکھا آپ نے حضورؐ نے حضرت حسینؓ کی محبت کی وجہ سے اُس لڑکے کو چاہا تو کیا حضورؐ آپ کو نہ چاہیئگے اگر آپ بھی حضرت حسینؓ کی محبت رکھیں اور حضرت حُسینؓ کی طرفداری کریں حسینؓ کی وکالت کریں تو عجب نہیں کہ ذاتِ رسالتمآبؐ کی چشم کرم آپ پر بھی مرکوز ہو جائے۔ آیئے آج

ہم یہ تہیہ کرلیں کہ ہم ہمیشہ حضرت حسینؑ کی تائید اور طرفداری کرینگے اور ہم غلام غلامانِ حسینؑ ہیں حضرت سیدی والدی پیر صحوی شاہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ فرماتے ہیں

غلامِ غلامانِ آلِ نبیؐ کی   گوارہ ہے صحوؔی یہ نسبت بھی جی سے

ہمارے لئیے لازم ہے کہ ہم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی یاد میں مجالس قائم کریں تلاوت قرآن کریں اُن کی شان میں منقبت پڑھیں اُن پر درود و سلام پڑھیں اور حضرت حسینؑ کے دشمن یزید لعین پر ریگستان کی ریتی کے برابر لعنت بھیجیں **لعنۃ اللہ علیٰ یزید لعین لعنۃ اللہ علیہ** واضح باد کہ حضورؐ نے قسطنطنیہ فتح کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے (نا کہ حملہ کرنیوالوں کو) اور قسطنطنیہ (اِستنبول) کو فتح کرنے والا سلطان محمد فاتح ہے جو سلطنت عثمانیہ کا حکمران تھا اور یہ فتح 29/ مئی 1453ء کو ہوئی۔ **اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد و بارك وسلم**

جآءَ الْحق وزَھَقَ الْباطِل
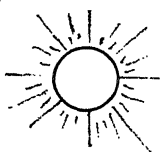
دورِ حاضر کی پکار

از : شیخ الاسلام حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ

(ماخذ : تقدیس شعر)

○

نظامِ وحدتِ ملّت فنا بہ کثرت ہے
حسینؑ ابن علیؑ کی پھر اب ضرورت ہے

وہ شاہِ صبر و رضا وہ مجاہدِ اسلام
ہزار اُسؑ پہ دُرود و ہزار اُسؑ پہ سلام

حضرت سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ایمان کا تقاضہ اور ایک **سُنّی** مسلمان کی شناخت اور پہچان ہے۔

غوثوی شاہ

ماخذ : شریعت کیا ہے ؟

شریعت کی معجز نمایاں

از : مولانا غوثوی شاہ

○ اسلامی قانون شریعت خدا کی طرف سے پیغمبر اسلام حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ پر نازل کردہ احکام کا نام ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ شریعتِ محمدیہ ؐ کو تمام بنی نوعِ انسان کی فلاح و بہبودی کے لئے وضع فرمایا ہے

○ شریعت پر امیر و غریب باشاہ ورعایا سب ہی کے لئے یکساں قانون کا نام ہے

○ قانون شریعت موجودہ و آئندہ کے تمام حالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں کسی بھی تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں۔

○ شریعت اسلامیہ پر آج چودہ سو 1400 سال کا عرصہ گذر چکا۔ اس عرصہ میں کتنی ہی مرتبہ دنیا میں دنیاوالوں کی طرف سے نئی نئی سوسائٹی (Socities) کی تشکیلات بدلیں افکار و آراء میں تبدیلیاں ہوئیں، نئے نئے علوم پیدا ہوئے اور ایسی ایسی ایجادات ہوئیں جنکا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا باوجود ان سارے حالات کے شریعت اسلامیہ شریعت محمدیہ ؐ میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

حقیقت ابدی ہے "شریعت محمدیؐ" بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

○ شریعت اسلامیہ انسانی طبائع کے عین مطابق

○ شریعت الٰہ شریعت اسلامیہ شریعت محمدیہ ؐ کہلاتی ہے

○ شریعت اسلامیہ آج بھی اس ترقی یافتہ دور میں بھی سربلند ہیں۔

○ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جبتک اللہ اور اُسکے رسول ؐ کے بنائے ہوئے قانون (شریعت) پر عمل کرتے رہے اُنھوں نے ذوالقرنین کی طرح مشرق و مغرب کے بڑے بڑے شہر فتح کئے اور اُنھیں ہر جگہ و ہر مقام پر حضرت سلیمانؑ کی طرح کامیابی نصیب ہوتی گئی اور وہ بھوک و پیاس سے رہ کر بھی قوی اور بہادر تھے اور غریب و بیکس ہونے کے باوجود دولتِ ایمان سے مالا مال تھے۔

آج شریعت اسلامیہ سے مسلمانوں کی دوری افلاس و تکلیف کا باعث ہے اگر آج مسلمان پھر شریعت اسلامیہ کو اپنا نصب العین حیات بنالیں تو پھر اُنکے لئے اللہ کی مدد و نصرت پہلے ہی سے تیار ہے۔

○ شریعت ایک دوامی حقیقت کا نام ہے کہ ہر زمانے اور ہر دور کے حالات کی ضروریات کو پورا کرنے والی اور قائم و باقی رہنے والی حقیقت کا نام ہے۔

○ شریعت آزادی خیالی کی علمبردار ہے وہ عقل کو ہر قسم کے اوہام و خرافات اور اندھی تقلید کے بندھنوں سے آزاد دیکھنا چاہتی ہے اور وہ انسان کے حاسہ فکر کو بیدار کرتی اور ہر بات کو پہلے عقل کی ترازو میں تولنے کی دعوت دیتی ہے یعنی اُسکا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہی بات مانی جاسکیگی جو عقل کے لئے قابل قبول ہو ورنہ وہ پایہ اعتبار کے لحاظ سے ناقابل قبول اور ساقط ہوگی۔

○ اور شریعت کسی کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ عقل و فکر سے کام لئیے بغیر اندھادھند کسی چیز پر ایمان لائے

اور وہ اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ انسان بغیر سمجھے بوجھے کوئی بات زباں سے نکالے یا کوئی کام کرے ۔ حضرت شاہ کمال اللہؒ فرماتے ہیں ۔

اولاً بوج بعد حق کو پوج ۔۔۔ معتبر نہیں ہے پوجنا بن بوج

اور قرآن کا تخاطب بھی اہل عقل سے ہی ہے

○ لَاٰیَاتٍ لِقَومٍ یَعقِلُونَ ○ (۱۶۴ البقرہ) (ان باتوں میں) عقلمندوں کے لئے کھلی نشانیاں ہیں۔

○ وَمَا یَذکَرُوا اِلاَّ اُولُوالاَلبَاب (آلِ عمران) اور نہیں سمجھتے مگر صرف عقلمند ہیں۔

اور جو لوگ عقل نہیں رکھتے یعنی بے عقل بے وقوف رہتے ہیں۔ اُنکے متعلق قرآن یہ کہتا ہے۔

صُمٌ بُکمٌ عُمیٌ فَھُم لاَ یَعقِلُوْن (البقرہ ۱۷)

(کان رکھنے کے باوجود) بہرے ہیں (منہ رکھنے کے باوجود) گونگے ہیں۔ اور (آنکھ رکھنے کے باوجود) اندھے ہیں اور اُنھیں (دل و دماغ رہنے کے باوجود) عقل ہی نہیں۔

احکام محمدیؐ (احکام شریعت)

مَن یُطعِ الرّسُوْل فَقَدْ اطاع اللّٰہ (قرآن)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی

آنحضور سیدنا محمد مصطفٰےؐ نے فرمایا: ○ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سواء کوئی معبود لائق پرستش اور حاجت روا نہیں اور حضرت محمد (صلعم) اللہ کے بھیجے ہوئے رسول و پیغمبر ہیں تو اللہ نے اُس شخص پر دوزخ کی آگ حرام کردی ہے ۔ (مسلم)

○ نماز دین کا ستون ہے ○ روزہ گناہوں کی ڈھال ہے ○ اللہ نے تم پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے جو قوم کے مالداروں سے لی جائیگی اور غریب لوگوں میں تقسیم کردی جائیگی۔

○ جس نے حج کیا اس گھر (بیت اللہ) کا اور بے حیائی اور بری باتوں سے بچا رہا تو وہ (حج کر کے) ایسے لوٹے گا جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ○ تم میں کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسکے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز ترین نہ ہو جاؤں (بخاری) اور قرآن نے بھی یہی کہا ہے پڑھ لیجئے آیت النّبی اوْلیٰ بالمومنین من انفسھم (سورۂ احزاب) ○ میں اور میرے اہل بیت کشتی نوحؑ کی طرح ہے جو اُس میں سوار ہوگا یعنی اُن سے محبت کریگا نجات پائیگا ○ حسینؓ (ابن علیؓ) مجھ سے ہیں میں حسینؓ سے ہوں ○ حضرت حسنؓ اور حسینؓ نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں ○ جو ان سے لڑے گا (یا اُنکی مخالفت کریگا) میں بھی اُن سے لڑونگا ○ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہے ○ میرے صحابہؓ کو برا مت کہو اور اُنھیں گالی نہ دو ○ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ○ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا محفوظ رہے ○ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے ○ وطن سے محبت بھی نیکی ہے ○ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ○ سارے انسان کنگھی کے دانتوں کی طرح یکساں ہیں ○ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کچھ فرق نہیں ۔ ○ (پیٹھ پیچھے کسی کے خلاف بولنے والا) چغل خور جنت میں نہیں جائے گا ○ وہ شخص جنت میں

داخل نہیں ہو سکتا جس کے پڑوسی اُس کی برائیوں سے محفوظ نہ ہوں O خدا کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے اور خدا کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے O جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے O بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں اور بہنوں پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق (بیٹوں) پر O کوئی شخص اپنے رزق (وکاروبار) میں ترقی اور لمبی عمر (عمر درازی) کا خواہشمند ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنے (رشتہ داروں یا جو بھی محتاج ہوں) اُن کے ساتھ اچھا سلوک (یعنی اُنکی ہر طرح سے مدد کریں O جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے مہمان کی عزت کرنی چاہیے (مہمان کا بھی کام ہے کہ وہ میزبان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالے)
O دعا عبادت کا مغز ہے (نماز کے بعد یا جب بھی موقع ہو ہاتھ اُٹھا کر دعا کریں)
O ایک دوسرے کو تحفے و تحائف دیا کرو، آپس میں محبت بڑھیگی ، جس پر ظلم و زیادتی کی گئی ہو یا وہ حالت زمانہ کا مارا ہوا ہو ایسے مظلوم کی بد عا سے بچو (چاہے وہ کسی بھی مذہب و مسلک کا ہو یا گنہگار فاجر کیوں نہ ہو) کیونکہ اُس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ صدق اللہ وصدق رسولہُ النبی الکریم ﷺ۔

کعبہ ڈھاتا تو بنا بھی لیتے　　افسوس تُو نے میرے دِل کو توڑا

کنز العرفان ابو الایقان اعلیٰ حضرت الحاج سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہؒ (متوفی 1954ء) کے ارشادات

O قیام صلوٰۃ۔ انفاق۔ توکل۔ قلب میں ڈر اور یقین کا بڑھنا علامت ایمان کامل ہے
O تفقہ فی الدین دو حیثیت سے ہے (۱) ظاہری احکام کی فقہائے نے تفصیل فرمائی ہے (۲) باطنی علوم کی اہل بصیرت نے تفصیل فرمائی ہے۔ (باطنی علوم کے حصول کے لئے مرشد کامل کی ضرورت ہے)
O ایمان کا عمل یقین ہے ایمان کا کمال استحضار ہے صدیقیت کی دو قسمیں ہیں (۱) صدیقیت عظمیٰ (۲) صدیقیت عامہ۔ صدیقیت عظمیٰ سے ولایت خاصہ اور مقربین مراد ہیں۔ صدیقیت عامہ سے ولایت عامہ اور صالحین مُراد ہیں۔
O بے صورتی کا اطلاق لیس کمثلہ شئ سے ثابت ہے۔ صورت میں بے صورتی کا ظہور ہوتا ہے لیکن صورت حق نہیں ہوتی۔
O امر شریعت میں مخلوق یا عالم قدرت سے بنا کا عقیدہ ہے
O امر حقیقت میں عالم تجلی و تمثل سے نمود پا رہا ہے (اس حقیقت کا علم کسی مرشد کامل ہی سے سکھا جا سکتا ہے)
O جہد فی اللہ علم میں استحضار رکھنا ہے۔
O حق تعالیٰ کا بہ دیدہ ظاہری یا بہ چشمہ حسی دیکھنا امتناع ہے جو کفر ہے ایسا کرنا گویا حق تعالیٰ کو شکل و محدود ٹھہرا دینا ہے (نعوذ باللہ) (مگر بہ دیدہ دل جسکو بصیرت کہتے ہیں خدا کو دیکھا جا سکتا (غوثوی شاہ)

حضورؐ وجہ ہدایت ہیں

جامع ترمذیؒ میں ہے کہ حضورؐ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ! ابو جہلؔ وعمر میں جو آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں اُس سے اسلام کو معزز کیجئے چنانچہ اسی حدیث مذکور کی ایک اور روایت ہے جسکو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ کی اس دعا کے دوسرے ہی دن حضرت عمر مسلمان ہو گئے۔

مرضیٔ رسول مرضیٔ حق

حضورؐ جسکو چاہیں خدا اُسکو ہدایت دے

حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں۔ کہ میری ماں مشرک تھیں میں اُن سے کہا کرتا تھا کہ تم مسلمان ہو جاؤ (مگر وہ نہیں مانی) اور ایکبار اُس نے حضور کی شان میں بے ادبی کی جو مجھ کو بہت برا معلوم ہوا۔ میں حضورؐ کی خدمت اقدس میں روتا ہُوا آیا اور میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میری ماں کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا اُسکو ہدایت دے تب آنحضور ﷺ نے یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ حبِبْ عُبیدکَ ھٰذا وَ اُمَّہُ اِلی عِبادِکَ المُومِنین وَ حبب اَیھِمَا المومنین O

اے اللہ تیرے اس بندے (ابو ہریرۃؓ) کی ماں کو ہدایت دے اپنے اِس بندے اور اسکی ماں کو مومنوں کا پیارا بنادے اور مومنوں کو یہ چاہنے لگیں ۔ مَیں حضورؐ کی اِس دعاء سے خوش ہو کر وہاں سے نکل کر اپنے گھر کے دروازہ پر جو نہی پہونچا میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سنکر کہا اے ابو ہریرۃؓ (تھوڑا) ویسے ہی کھڑا رہ یعنے انتظار کر میں نے پانی کی آواز سنی اُس نے غسل کر کے جلدی سے کپڑے پہن کر دروازہ کھولا اور یوں کہا کہ اے ابو ہریرۃؓ **اَشھدُاَنْ لا الٰہَ الا اللّٰہُ واَشھدُاَنّ مُحَمَّد رَسول اللّٰہِ** تو مَیں خوشی کے مارے روتا ہُوا حضورؐ کی خدمت میں پھر حاضر ہُوا اور یہ حال کہا حضورؐ نے الحمد للہ کہہ کر فرمایا کہ بہت اچھا ہوا (یعنے وہ مسلمان ہو گئیں) حضورؐ کی دعا سے اسی طرح قبیلہ دوس بھی مسلمان ہو گیا۔

(حدیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایتی ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی خاطر اُنکی قوم کے لئے ہدایت کی دعا کی **اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَّاٰتِ بِھِمْ** O اے اللہ دُوس کی قوم کو ہدایت کر اور اُنکو میرے پاس لے آ۔ اب رہا یہ سوال و اعتراض کہ پھر حضورؐ خود اپنے چچا بزرگوار حضرت ابو طالبؓ کی ہدایت کے لئے دعا کیوں نہیں کئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ دور ابتدائی دور تھا اور ابھی کعبہ " قبلہ " نہیں ہوا تھا۔ اس لئیے حکمت اور دانائی جو حضورؐ کی مملکت ہے تقاضہ یہی تھا کہ حضرت ابو طالبؓ کو صرف دعوتِ اسلام دی جائے تا کہ اُن کے حق میں دعا ہو۔ اگر حضورؐ حضرت ابو طالب کے حق میں دعا کرتے تو پھر دوسرے شریر اور شر پسند و ظالم مشرکین مکہ بھی حضورؐ سے یہ کہتے کہ حضورؐ اُن کے حق میں بھی دعا کریں۔ اور یہ ناممکن تھا۔ چنانچہ خدا نے اپنے حبیب حضرت سیدنا محمد مصطفے ﷺ کی دعا کو قبول کیا اور وہ قبیلہ ابو قیس جو یمن کی رہنے والی ہے سب کے سب مسلمان ہو کر حضورؐ کے پاس آئے اور پھر کلمہ شہادت پڑھا۔ ان مذکورہ احادیث نبویہؐ سے ثابت ہوا کہ آنحضور ﷺ سے ہی وجہ ہدایت ہیں۔

حسب مذکور دو اہم واقعات اس بات پر گواہ ہیں کہ حضورؐ جس کے لئے جو دعا فرمائیں اللہ نے اُسکی لاج رکھی۔

شدت پسندوں کا اعتراض

اگر حضورؐ وجہ ہدایت ہیں تو پھر حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب (حضرت سیدنا علیؓ کے والد) ایمان کیوں نہیں لائے۔

اس کا جواب : جیسا کہ حدیثِ صحیح مسلم میں وارد ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت ابو طالبؓ سے اُنکی موت کے وقت اُن سے یہ فرمایا کہ " اے چچا آپ صرف **لا الہ الا اللہ** کہدو میں آپ کے لئے قیامت کے دن گواہ رہونگا۔ اُنہوں نے کہا کہ "اگر مجھے قریش کے طعنہ دینے و ملامت کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لاکر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا اور ابو طالبؓ نے شعر کہا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ مُحَمَّدًا ‏ ‏ ‏ ‏ مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا

لَوْلا الْملاَمَۃُ اَوْحِذارمتسبّۃِ لَوْجَدتّنی تسمحًا بذاکَ مفبینا

یعنی تحقیق میں یہ جانتا ہوں کہ تمام دینوں ومذاہب سے بہتر محمد ﷺ کا دین ہے اگر مجھکو (قریش) کے طعنوں وملامتوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اس دین اسلام کو قبول کرتا۔

اس موقعہ پر یہ آیت کا نزول ہوا : اِنَّکَ لاَ تَھدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہ یَھدِیْ مَنْ یَشآء وَھُوا اَعْلَم ف بِالْمُھتَدِیْنَ O (۹/۲۰)

(اے محمد صلعم) آپ جس کو دوست رکھتے ہو اُسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

برادران اسلام ! بھلا اس آیت مذکورہ کا انکار کون کر سکتا ہے یقیناً آیت اپنی جگہ درست ہے یہاں ایک نکتہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنے چچا سے **لا الہ الا اللّٰہ** پڑھنے کو کہا یعنی انکو آپؐ نے دعوتِ اسلام دی مگر آپ نے اُن کے حق میں دعا نہیں کی۔ شاید وہ اس لئے کہ اگر آپ اپنے چچا کے حق میں دعا کرتے اور وہ اللہ کے ہاں قبول ہو جاتی تو دوسرے ظالم رؤسار مکہ یہ کہتے کہ اُن کے حق میں بھی دعا کرو اور یہ ناممکن تھا کہ ان ظالموں کے حق میں دعا کی جاتی۔ اسلئے حضورؐ ﷺ نے اپنے چچا سے صرف اسلام قبول کرنے دعوت دی ویسے اُن کی (ابو طالب) کی گفتگو سے (جیسا کہ صحیح مسلم نے روایت کیا ہے) کہ اُنہوں نے حضورؐ کے دین کی تعریف کی اور اسلام قبول کرنے کی طرف بھی اشارہ کیا محض قریش کے ظالم سرداروں کی ملامت اور طعنے بانوں سے بچنے کے لئے وہ اسلام قبول نہیں کئے۔ مگر اُنہوں نے حضورؐ کی بے اِنتہا خدمت کی ہے اور کچھ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے فضل وکرم سے بخش دے۔

کسی آئین کے پابند نہیں دین اُن کی وہ چاہتے ہیں تو خطا پہ بھی عطا کرتے ہیں

برادران اسلام ! سورۃ قصص کی بارہ سورتوں کے بعد سورۃ شوری کی آیت نمبر 52 میں اِس آیت کو ناسخ کیا وَاِنَّکَ لَتَھدِیْ اِلیٰ صِراطِ مُسْتَقِیم O یعنی اے حبیبؐ بے شک آپ لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہو۔ پس اِس آیت ناسخ سے وہ آیت اِنَّکَ لاَ تھدی منسوخ ہوئی۔

جیسے سورۃ انفال کی آیت (نمبر ۶۵) اِنْ یَّکُنْ مِّنکُمْ عشرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

یَّغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ (اگر تم (مسلمانوں) میں بیس 20 آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو ۲۰۰ سو (کافروں پر) غالب آجائینگے۔ یہ مذکورہ آیت اس آیت (نمبر ٦٦) سے منسوخ ہو جائیگی۔

اَلۡئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنۡكُمۡ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيۡكُمۡ ضَعۡفًا فَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ ۝ (۱۰/۵)

اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ ابھی تم میں کس قدر کمزوری ہے پس اگر تم (مسلمانوں) میں ایک سو ۱۰۰ ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو (تم) دو سو (کافروں) پر غالب رہینگے۔

اسی طرح جیسا کہ ہم نے بیان کیا سورۃ قصص کی یہ آیت **اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ** ------ منسوخ ہوئی۔ سورۃ شوریٰ کی اس آیت وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡ سے ۝ حاصل مطلب ؟ ---- یہی ہے کہ وقت اور مصالح زمانہ کے لحاظ سے آنحضورؐ اپنی حکمت و دانائی سے کام لیتے تھے اور حضورؐ کو اُسی حکمت کی راہ سے اللہ کی طرف بلانے کا خدا نے حکم بھی دیا تھا ۔ **اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ** (۱۴/ ۱۲۲ النحل ۱۲۵) الحاصل حضورؐ وجہ ہدایت ہیں اور جسے چاہیں اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ کر سکتے ہیں۔

مقصد و ماویٰ ہے تو مامن و ملجا ہے تو تو ہی بتا اب تجھے چھوڑ کے جاوں کہاں

(حضرت صحوی شاہؒ)

مرضی رسولؐ ہی مرضی خدا ہے

برادران اسلام ! اللہ نے حضورؐ کی مرضی کے مطابق ۱۲/ بارہ سال بعد کعبہ کو قبلہ بنایا جو کہ قیامت تک کے آنے والے ہدایت یافتہ مسلمانوں اور اولیاء کا قبلہ ہے جیسا کہ قرآن کی یہ آیت کہہ رہی ہے۔ **فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰٮهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ** (بقر ۱۴۲) (اے میرے حبیبؐ) ہم آپ کا آسمان کی طرف (بار بار) منہ پھیر نادیکھ رہے ہیں پس ہم آپ کو آپ کی مرضی (و پسند) کے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینگے۔ پس اب آپ اپنا چہرہ مبارک مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو اور تم لوگ (اے مسلمانو ! جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اُسی مرضی رسول کے بنائے ہوئے قبلہ (خانہ کعبہ) کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو ۝ واہ سبحان اللہ ـــ کہ اللہ نے صرف اپنے حبیبؐ کی مرضی (Will) کے مطابق کعبہ ابراھیمی

ؐ کو قبلہ مسلمان بنادیا۔ اور یہ حضورؐ کا مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے اور ہم مسلمان حضورؐ ہی کہ پسندیدہ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔

کعبہ میں بھی ہے گرمئ بازار محمدؐ اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ
سرکارؐ کے چُومے ہوئے کو چومتے ہیں سب ہے پیشِ نظر وہ لب وہ رخسارِ محمدؐ
(طیباتِ غوثی)

☆☆☆☆

حضورؐ کی بدعا کا اثر تباہی و بربادی ہے

مولانا شبلی نعمانیؒ نے "سیرت النبیؐ" میں صحیح بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ ایک دفعہ صحن حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ بعض قریش کے سردار عین حالتِ نماز میں آپؐ کی گردن مبارک پر (اونٹ کی کھال) ڈال دیئے (تب حضورؐ کی بیٹی) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما نے آکر اُسکو ہٹایا اور آپؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور پھر اُن روسائے قریش کے نام لے لے کر بدعا کی "اے اللہ اُنھیں تو (اپنے غضب میں) پکڑ ۔ چنانچہ سب کے سب بدَر Badar کی لڑائی میں مارے گئے۔ روایت کیا اسکو بخاری نے چنانچہ حضورؐ کی بدعا سے قریش کے بڑے بڑے ظالم لوگ مارے گئے۔ جیسے ابو جہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیہ بن خلف لعنۃ اللہ علیھم۔

O اِدھر حضورؐ نے ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ کے حق میں بدعا کی جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضورؐ کو ستانے والے ابولھب اور اُسکی بیوی اُم جمیلہ پر قرآن میں اِس طرح بدعا دی **تبت یدا ابی لھب و تب** تا آخر O (۳۶/۳۰ سورۃ لھب) یعنی ہاتھ ٹوٹ جائیں ابولھب کے اور وہ ہلاک ہو نہ اُسکا مال ہی اُسکے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اُس نے کمایا وہ (ابولھب) بہت جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اُسکی بیوی (اُم جمیلہ) بھی جو سر پر لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے پھرتی ہے اُس کے گلے میں بٹی ہوئی رسی اُسکے (پھندے) کا باعث ہوگی ۔

دُعاء سے پہلے حمد و صلوٰۃ

فضالہ ابن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سُنا اس نے نماز میں دعا کی، جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ :

اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی، پھر آپؐ نے اسکو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا۔

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثناء کرے، پھر اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجے ،اس کے بعد جو چاہے مانگے۔"
(جامع ترمذی ، سنن ،ابی داؤد، سنن نسائی)

عَلاماتِ نفاق

O کمی حُبِ رسولؐ O حضورؐ سے شخصی عناد O حضورؐ کو اپنے جیسا سمجھنا O حضورؐ کے علم غیب پر اعتراض O میلاد النبیؐ سے ناخوشی O فاتحہ درود و سلام کے منکر O جانبدارانہ ذہنیت کیساتھ فاتحہ و درود والوں سے دشمنی O نمائشِ اعمال، دکھاوا O ظاہر ایک باطن ایک O منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑ کے درمیان پھرے، کبھی ادھر کبھی اُدھر O مسجدوں پر زبردستی قبضہ جمانا O یا محمدؐ یا غوثؒ پر اعتراض O تقلید کے قائل نہیں مگر نماز کسی ایک امام کے تحت پڑھتے ہیں O شادی بیاہ میں حنفی، شافعی ہونے کا سیاہنامہ میں اندراج کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ہے یہ مُنافق بکری جدھر ہری اُدھر چری
"ہیں یہ جو علاماتِ نفاق سُنّی کو نہیں اِس سے اتفاق"

☆☆☆☆

فتاوی کفر اور ہم

بعض حضرات نے حضرت مولانا شبلی نعمانیؒ (متوفی ۱۹۱۴ء) ، مولانا ابوالکلام آزادؒ (متوفی ۱۹۵۸ء) و حضرت مولانا حالیؒ (متوفی ۱۹۱۴ء) اور شاعر مشرق علامہ اقبالؒ (متوفی ۱۹۳۸ء) کو نیچری اور دہریہ کہاہے اور ان حضرات پر کفر کا فتویٰ چسپاں کیا گیا۔اور یہ تمام متذکرہ حضرات کا اہل سنت والجماعت سے تعلق ہے اور وہ سب آنخضورؐ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے اور امام اہل سنت اماموںؒ کے امام حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ (متوفی ۸۰ھ) کے مسلک حنفیہ MASLAK-E-HANAFIA سے تعلق رکھنے والے تھے جنکی کتابیں اور جنکے اشعار بقول حضرت مولانا رومؒ شاعری جز یست از پیغمبری کے بمصداق آج بھی پیغمبرانہ خدمات انجام دے رہی ہے اور ہر سنی علماء وغیر سنی، سیاسی ہو یا غیر سیاسی سب ہی حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی پاکیزہ شاعری کو اپنی تقاریر میں شامل کر کے اپنی تقاریر کو سونے پہ سہاگہ بنا رہے ہیں ان متذکرہ بزرگوں کا اہل اسلام پر احسان ہے کہ اُنہوں نے اپنی تصانیف لکھ کر مسلمانوں کو دین کی صحیح اور اہم معلومات فراہم کی ہیں ہاں اُن کتابوں میں بعض مقامات پر شدت سے کام لیا گیا مگر ہم اُس شدت کو نیچریت یا دہریت قرار نہیں دے سکتے اور اُن پر کفر کا فتویٰ چسپاں نہیں کر سکتے بلکہ اُنھیں ایسا کہنا قرآن وحدیث کے خلاف عمل ہوگا جیسا قرآن کے مطابق اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان ہوں کہدے تو اُس کو مارنا نہیں چاہیئے اور نہ اُسکو کافر قرار دیا جاسکتا ہے اسی طرح آنخضور ﷺ نے فرمایا کہ "کسی کو (بلاسوچے سمجھے) کافر نہ کہو چونکہ ایسا کہنے سے اگر وہ شخص کافر نہیں ہے تو پھر کہنے والا کافر ہوجائیگا۔" الحاصل ہم مسلمان بھائیوں کو سوچ سمجھ کر ہی کچھ کہنا اور کرنا چاہیے ویسے ایک مسلمان کی مسلمانیت کلمہ طیبہ کے زبان سے اقرار اور دل سے اُسکی صداقت کی گواہی دینے سے برقرار ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی گمراہ یا نادان مسلمان اپنی بے سمجھی کی وجہ سے کلمہ طیبہ کا انکار کرتا ہے تو وہ پھر خارج اِسلام ہوکر (دین سے پھرا ہوا) مُرتد MURTID کہلائیگا۔ لہذا جب تک ہم کسی مسلمان کو کلمہ کا انکار کرتے نہ دیکھیں کافر نہیں کہہ سکتے۔ ہاں کسی کو کافر کہنے کی بھی وجوہات ہیں جسکی بناء پر اُسکے کرنیوالے اور کہنے والے پر کفر کا انطباق ہوسکتا ہے جیسے اگر کوئی اللہ کو الٰہ و معبود مان کر آنخضور ﷺ کی رسالت کا انکار کرتا ہے تو وہ قطعی کافر ہے اور وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اُس نے **لا الہٰ الا اللہ** کے ساتھ **محمد رسول اللہ** کو نہیں مانا۔

○ اسی طرح اگر کوئی اللہ کو الٰہ و معبود مان کر اور آنخضور ﷺ کو محمد رسول اللہ کی حیثیت سے تسلیم بھی کرتا ہو مگر آپ کو (نعوذ باللہ) خاتم النبین نہ مانتا ہو ایسی صورت میں بھی وہ ابھی کافر ہی ہے پوری طرح سے مسلمان ہی نہیں ہوا۔

○اوراسی طرح کوئی بے وقوف انسان اگر اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تووہ اوراُسکے ماننے والے سب کے سب کافر ہیں۔

○ اورِاسی طرح اُمور شریعہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی بھی حکم کی (معاذاللہ) تکذیب کرنیوالا یعنی اُسکو جھٹلانے والا اور اُسکاانکار کرنیوالا بھی کافر ہے۔

○اوراسی طرح حضورؐ کی پاکیزہ شریعت مطہرہ یعنی قانون شریعت کاانکار کرنیوالااور جھٹلانے والا بھی کافر ہے

○ اوراسی طرح اللہ اوراُسکے رسولؐ کو مانتے ہوئے چار خلفائے راشدین کی یکے بعد دیگرے تسلسل کاانکار کرنیوالا بھی "کافر" ہی ہے۔ اوروہ شرعی اصطلاح میں "تفضیلی" کہلاتا ہے۔

جیسے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ ہیں، خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر ابن خطابؓ ہیں۔ خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ ہیں اور خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ ہیں اگر کوئی یکے بعد عید گرے تسلسل کو نہ مانتا ہو تو وہ بھی خارج اسلام اور کافر اور تفضیلی ہے۔

کفر کے فتووں سے متعلق حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ نے بہت خوب کہا ہے۔

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لئے — کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف
تو میری نظر میں کافر، میں تیری نظر میں کافر — تیرا دیں نفس شماری، میرا دیں نفس گدازی

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خودبیں" خدا تیری قوم کو بچائے ۔ بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

برادران اسلام ۔ ان متذکرہ باتوں کو پیش نظر رکھ کر ہی اب آپ کسی کو کچھ بھی کہیں۔۔۔۔۔

شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ کی توصیف میں میں نے ایک توصیفی نظم لکھی ہے اُسکے دو شعر ملاحظہ فرمایئے ۔

مرکز قلب و نظر اے شاعرِ رنگیں بیاں — ناز فرما ہے تری تخلیق پہ ہندوستاں
بحر بے پایاں تھی آزادی میں تیری زندگی — اب بھی تیرے نام کو حاصل ہے تابندگی

☆☆☆☆

TARANA-E-EID
(The song of Festival)

ترانۂ عید

(بموقعۂ) عیدُالفِطر --- یا عیدالضُحٰی

از : شیخ الاسلام مفسر قرآن الحاج حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ
(خلف خلیفہ و جانشین اعلیٰ حضرت کنزالعرفان سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ)

O

عید آئی ہے مئے ہوش فزا دے ساقی
وہ جو آنکھوں میں چھلکتی ہے پلادے ساقی

یاس و حرماں کے تخیل کو مٹادے ساقی
بات جو بگڑی ہوئی ہے وہ بنادے ساقی

دل کا ہر گوشہ تاریک منور کردے
لذّتِ درد کی اک آگ لگادے ساقی

منحصر تیرے کرم پر ہے مری تشنہ لبی
کوثریں لب کو مرے لب سے ملادے ساقی

بس نہ کردے مجھے اک جامِ شکستہ دیکر
عید کا دن ہے ذرا اور پلادے ساقی

اپنی کم مائیگی ظرف کا شکوہ کب ہے
اُتنی پی لیں گے تو جتنی بھی پلادے ساقی

رہ کے آغوشِ تمنّا میں ذرا دم کے لئے
دونوں عالم مری نظروں سے گرادے ساقی

کسی قابل ہے ، نہ ہے تابِ سخن صحوی کو
مدعا یہ ہے کہ اپنا سا بنادے ساقی

ماخذ : تقدیس شعر
مصنفۂ حضرت مولانا صحوی شاہ
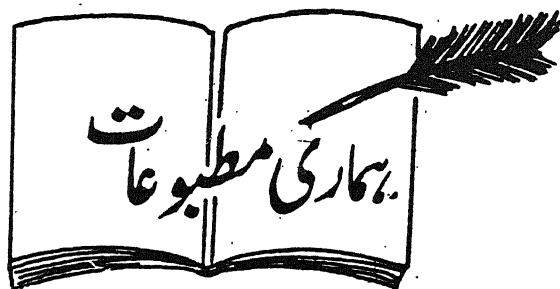
☆جام بہ جام☆ اسرار توحید☆ خرمن کمال ☆ کلمات کمالیہ ☆ رباعیات ابوالخیر مخزومی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆کلمہ طیبہ ☆ مقصد بیعت ☆ نور النور ☆ معیت الٰہ (تصوف)

☆طیبات غوثی (منظومات)☆ مواعظ غوثی

حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆سیر عبدیت (واقعہ معراج) ☆ نذر مدینہ (نعتیں) ☆ کتاب مبین (پارہ اول پارہ دوم)

☆ تشریحی ترجمہ قرآن ☆ الم ترا تا والناس (منظوم ترجمہ قرآن)

☆گیارہ مجالس ☆ تقدیس شعر معہ اضافات ☆ تطہیر غزل (مجموعہ کلام)

☆اشارات سلوک (تعلیمات غوثیہ)

☆سلسلۃ النور (شجرہ بیعت) ☆ بدعت حسنہ ☆ ردِ منافقت

حضرت مولانا غوثوی شاہ صاحب کی تصانیف

☆ میزان طریقت ☆ رسول جہاںؐ ☆ اسرار الوجود ☆ تذکرہ نعمانؒ

☆ تاریخ صوفی ☆ قرآن سے انٹرویو ☆ تاج الوظائف ☆ مراۃ العارفین

☆ کبریت احمر ☆ جوہر سلیمانی ☆ عظمت مدینہ ☆ حج گائیڈ دیارین

☆ کتاب سلوک ☆ فیوضات کمال ☆ تعلیمات صحویہ ☆ عقائد اہل سنت

☆ خاتم النبیینؐ ☆ تذکرہ شیخ اکبرؒ ☆ گلکدہ خیال ☆ حسن حسین ☆ قرآن گائیڈ وغیرہ۔